ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیرِ سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۶ جنوری ۱۹۶۱

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

۲۵ پیسے



اوّلین و آخریں میں اے حبیبِ کبریا
ہم نے ڈھونڈا آپ سا فخرِ جہاں کوئی نہیں
تُو نے سینچا خُونِ دل سے گلشنِ توحید کو
تجھ سے بڑھ کر زیرِ گردُوں باغباں کوئی نہیں
حبشی و عربی کو تُو نے آکے یکجا کر دیا
سب بنی آدم میں تجھ سا پاسباں کوئی نہیں
جس نے دیکھا، اُس نے پایا اور مانا بالیقین
تجھ سے بہتر قدرتِ حق کا نشاں کوئی نہیں
بھولی بھٹکی پھر رہی ہے ملّتِ بیضا تری
کیا تری اُمّت میں میرِ کارواں کوئی نہیں؟
فلسفی ہے کورِ باطن عمر بھر کہتا رہا
مہماں کوئی نہیں اور میزباں کوئی نہیں
میزباں ہی مہماں کو لامکاں تک لے گیا
فرش سے تا عرش اخگر نردباں کوئی نہیں

لال دین اخگر



اے شہیدِ راہِ حق، اے عمّ محبوبِ خدا
ہم کو ملتا ہے شہادت سے تری درسِ وفا
شان تیری ہو نہ کیونکر دونوں عالم میں بلند
راہِ حق میں تو نے کٹوایا بدن کا بند بند
سیّد الشہدا کا حضرتؐ نے تجھے بخشا خطاب
تیری خدماتِ جلیلہ کا نہیں کوئی حساب
جان دے کر تُو نے کی حاصل حیاتِ جاوداں
کُھل گئے تیرے لئے ابوابِ خلدِ آشیاں
جب گرا تیرا زمیں پر خُون اے مردِ جری
ہو گیا شاداب سارا گلشنِ دینِ نبیؐ
محسنِ اسلام ہے بیشک تُو اے والا صفات
سرورِ کونین کی تھی تجھ پہ نگاہِ التفات
دے رہی ہے آج تک خاکِ اُحد انورؔ پیام
ہے فزوں تر بے گماں تیرا شہیدوں میں مقام

نور محمد انورؔ۔ کالا باغ

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۱۸ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۶۱ء | شمارہ ۳۵

عالم اسلام

ایک زمانہ تھا کہ عراق و شام یا مصر و ہندوستان وغیرہ ممالک سے جو آواز اٹھتی تھی۔ اس کو منسوب تو انہی ملکوں کی طرف کیا جاتا تھا۔ مگر دراصل وہ ان ملکوں پر مسلط خفیہ یا ظاہری سامراجی حکومت کی آواز ہوا کرتی تھی۔ الحمدللہ کہ اب وہ زمانہ بدل چکا ہے۔ عالم اسلام نے عرصہ دراز کے بعد کروٹ لی ہے۔ وہ انفرادی یا مشترکہ مقاصد و مفادات کے لئے اب خود سوچتے اور اپنی نمائندگی کا خود حق ادا کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں انڈونیشیا، پاکستان اور متحدہ عرب جمہوریہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ اور ان کی طرح کے چند دیگر مسلم ممالک دوسری طاقتوں سے معاہدے تو کرتے ہیں۔ اور سچی بات یہ ہے کہ ہر ملک اپنے اپنے مفاد کی خاطر دوسروں سے معاہدے کرنے کا پورا حق رکھتا ہے۔ لیکن اب وہ کسی دوسری طاقت کا محض دم چھلہ بن کر جینا نہیں چاہتے، بیشک ان ممالک کا اول درجہ کی طاقتوں میں شمار نہیں ہوتا۔ تاہم وہ کسی اوّل درجہ کی طاقت کے سامنے ذلیل ہوکر گھٹنے ٹیکنے کو بھی تیار نہیں۔

ان میں سے بعض کی خارجہ سیاست مختلف بھی ہے۔ مگر ان کے آپس کے تعلقات میں یکجہتی کا پہلو غالب ہے۔ اور اس میں عالم اسباب کے لحاظ سے بڑا اثر و دخل، ناصر ایوب اور سوکارنو کی ملاقاتوں کا ہے۔

ایک حدیث نبوی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں۔ اور ان کے ملنے کا مقصد اور کوئی نہیں ہوتا سوائے رضا الٰہی یا اسلامی محبّت مودّت کے تو ان کے گناہ خزاں کے پتوں کی طرح جھڑتے ہیں۔

پھر کیوں ایسی ملاقاتیں باعثِ برکت نہ ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ صدیوں کی پس ماندگی اور محکومی کے بعد ان کی مشکلات یکدم ختم نہیں ہو گئیں۔ لیکن وہ نہایت جوانمردی سے سب پر قابو پانے کی سعی میں مصروف ہیں۔

کانگو، مصر اور سوڈان

کانگو افریقہ کا ایک بڑا ملک ہے۔ عرصہ سے بلجیم کی غلامی میں دم توڑ رہا تھا۔ حال ہی میں اُسے آزادی ملی۔ مگر بیرونی مداخلتوں کی وجہ سے وہ خانہ جنگی کا شکار ہو گیا۔ وہاں کی منتخب پارلیمنٹ کو بے کار اور اس کے نمائندہ وزیراعظم لومبا کو معزول بلکہ گرفتار کر لیا گیا۔ ایک فوجی کرنل موبوتو ملک پر قبضہ کر بیٹھا ہے۔ اقوام متحدہ نے وہاں اپنی فوجیں اصلاح حال کے لئے بھیج دی ہیں۔ موبوتو نے اقتدار پر پورا قبضہ کرنے کے بعد اقوام متحدہ کو چشم نمائی شروع کر دی۔ مگر سیکرٹری جنرل۔ ہمرشولڈ مضبوط آدمی ہے۔ اگرچہ اقوام متحدہ اب تک وہاں امن اور جائز جمہوری حکومت قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوئی۔ مگر ہمرشولڈ نے ہمت بھی نہیں ہاری۔ کہتے ہیں۔ چیونٹی کی جب موت آتی ہے تو اسے پر لگ جاتے ہیں۔ موبوتو نے نشۂ اقتدار میں مصر و سوڈان کو دھمکی دے دی۔ کہ تم میرے دشمن لومبا کی حمایت کرتے ہو۔ اس لئے میں تم پر دریائے نیل کا پانی بند کر دوں گا۔ دریائے نیل کانگو سے نکلتا اور سوڈان سے ہو کر مصر کو سیراب کرتا ہے مشرق وسطیٰ کی خبر رساں ایجنسی نے موبوتو کو جواب دیا ہے۔ کہ مصر کانگو کی ایسی حرکات کا جواب دے سکتا ہے۔ بہرحال موبوتو کے طرزِ عمل نے بعض افریقی اقوام کو کانگو کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مجبور کر دیا ہے۔

چنانچہ مراکش کے شاہ کی دعوت پر رباط میں ۳ جنوری ۱۹۶۱ء کو افریقہ کے ان ممالک کی کانفرنس ہو رہی ہے جنہوں نے اپنی فوجیں کانگو میں امن کی بحالی کی خاطر بھیجی ہیں۔ اس کانفرنس میں مصر کے جمال عبدالناصر بھی شریک ہو رہے ہیں۔ ہمارے گذشتہ بیان کے مطابق کانگو کے مسئلہ سے سوڈان اور مصر کی خاص دلچسپی کی وجہ بھی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ کہ کانگو کے ضمن میں وہاں ہمارے نہری پانی کی طرح ایک اور مسئلہ بھی درپیش ہے۔ بہرحال افریقی اور خاص کر مسلم ممالک کا اس طرح سوچنا قابل تعریف اور نتیجہ خیز ہے۔ افریقہ کی متفقہ رائے کو آسانی سے نہیں ٹھکرایا جا سکتا۔

جمال عبدالناصر وغیرہ سے کانگو کے مشرقی صوبہ کے خود مختار حکمران نے جو لومبا کا حامی ہے۔ فوجی امداد بھی طلب کی ہے۔ جس کو مدد دینے کی پیشکش چین، مشرقی جرمنی وغیرہ ملکوں نے کر دی ہے۔ اور جس نے معاملہ کو نازک تر بنا دیا ہے۔ مشرقی صوبہ کا دارالسلطنت سٹینلے ویل ہے۔ جس کی فوج نے ایک دوسرے قریبی صوبہ کے فوجی اور سول افسروں کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ موبوتو کے مقابلہ میں اب لومبا کے حامیوں کا ایک مضبوط اڈہ قائم ہو چکا ہے۔

انڈونیشیا

دوسری طرف انڈونیشیا نے نیوگنی کا مسئلہ چھیڑ رکھا ہے۔ کہ اس پر ڈچ قوم (ہالینڈ والوں) کا کوئی حق نہیں ہے۔ مگر انڈونیشیا کو اقوام متحدہ سے اس سلسلہ میں مایوسی ہوئی اور اس نے روس سے اسلحہ کی امداد طلب کر لی ہے۔ اور وہ نیوگنی کے حصول کے لئے طاقت استعمال کرنے پر بھی آمادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی مدد فرمائے۔ ہمارے خیال میں اقوام متحدہ کے ممبر ممالک کے باہمی تنازعات کو حل کرنے کیلئے ایک ٹھوس پالیسی ہونی چاہیئے تاکہ متعلقہ ممالک مجبور ہو کر اسطرح تنگ آمد بجنگ آمد والا طرزِ عمل اختیار کر کے مزید الجھنوں کا باعث نہ بن سکیں۔

سعودی عرب

عالم اسلام میں تازہ ترین اہم واقعہ سعودی حکومت میں انقلاب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسلام کے اس گہوارے میں یہ بے نظیر انقلاب بغیر کسی خون خرابے کے انجام پذیر ہوا۔ اس کے لئے نہ تو کسی کی نکسیر پھوٹی اور نہ ہی ایجی ٹیشن ہوا۔ اس انقلاب کا مختصر حال یہ ہے کہ سلطان نجد و حجاز شاہ ابن سعود کی وفات کے بعد

(باقی صلا پر)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

بھلے آدمیوں کو دنیا ہی میں سزا مل جاتی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الْخَیْرَ عَجَّلَ لَہُ الْعُقُوْبَۃَ فِی الدُّنْیَا وَ اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدِہِ الشَّرَّ اَمْسَکَ عَنْہُ بِذَنْبِہٖ حَتّٰی یُوَافِیْہِ بِہٖ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جب خداوند تعالےٰ اپنے کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کی سزا دنیا میں جلد ہی دے دیتا ہے۔ اور جب کسی بندہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اس کے گناہوں کی سزاؤں کو روک لیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے گناہوں کی اس کو پوری سزا دیگا۔

بڑی جزا بڑی مصیبت پر ملتی ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ عُظْمَ الْجَزَاءِ مَعَ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا اِبْتَلَاھُمْ فَمَنْ رَضِیَ فَلَہُ الرِّضَاءُ وَ مَنْ سَخِطَ فَلَہُ السَّخَطُ۔ رواہ الترمذی و ابن ماجۃ۔

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ بڑی جزا بڑی بلا کے ساتھ ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ جب کسی قوم کو محبوب قرار دیتا ہے تو اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس جو شخص مصیبت اور بلا پر خوش رہا۔ اس کے لئے خدا کی رضامندی ہے۔ اور جو شخص ناراض ہو۔ اس کے لئے خدا کی ناراضی ہے۔

مصیبت و بلا کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَایَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِالْمُؤْمِنَۃِ فِیْ نَفْسِہٖ وَ مَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَ مَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَۃٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوٰی مَالِکٌ نَحْوَہٗ وَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو ہمیشہ اس کی ذات اس کے مال اور اس کی اولاد میں مصیبت و بلا پہنچتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا سے جا ملتا ہے گناہوں سے پاک۔

ابتلا پر صبر کا بیان

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ خَالِدِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْھَا بِعَمَلِہٖ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبْلِغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاؤُدَ۔

ترجمہ:۔ حضرت محمد بن خالد السلمیؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا کے ہاں کسی بندہ کے لئے کوئی ایسا مرتبہ مقرر کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے اعمال صالحہ سے اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تو خدا اس کو جسمانی، مالی اور بال بچوں سے متعلق ابتلا و مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یعنی یا تو وہ بیمار ہوتا ہے۔ یا اس کا مال ضائع ہوتا ہے یا اولاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ پھر اس کو خدا اس پر صبر عطا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو اس مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ جو اس کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

ابتلا و مصیبت کا ثواب

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَوَدُّ اَھْلُ الْعَافِیَۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حِیْنَ یُعْطٰی اَھْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ لَوْ اَنَّ جُلُوْدَھُمْ کَانَتْ قُرِضَتْ فِی الدُّنْیَا بِالْمَقَارِیْضِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ۔

ترجمہ:۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن ان لوگوں کو زیادہ ثواب دیا جائے گا جو دنیا میں مصیبت و بلا میں مبتلا رہے تھے۔ تو وہ لوگ جو دنیا میں امن و عافیت سے رہے تھے۔ اس کی آرزو کریں گے۔ کہ کاش دنیا میں ان کے جسم کی کھالوں کو قینچیوں سے کاٹا جاتا اور آج ان کو بہت سا ثواب اس کے بدلہ میں ملتا۔

بیماری گناہوں کا کفارہ ہے

عَنْ عَامِرِ الرَّامِ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ الْاَسْقَامَ فَقَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَصَابَہُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاہُ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْہُ کَانَ کَفَّارَۃً لِمَا مَضٰی مِنْ ذُنُوْبِہٖ وَمَوْعِظَۃً لَہٗ فِیْمَا یَسْتَقْبِلُ وَ اِنَّ الْمُنَافِقَ اِذَا مَرِضَ ثُمَّ اُعْفِیَ کَانَ کَالْبَعِیْرِ عَقَلَہٗ اَھْلُہٗ ثُمَّ اَرْسَلُوْہُ فَلَمْ یَدْرِ لِمَ عَقَلُوْہُ وَ لِمَ اَرْسَلُوْہُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْاَسْقَامُ وَاللّٰہِ مَا مَرِضْتُ قَطُّ فَقَالَ قُمْ عَنَّا فَلَسْتَ مِنَّا۔ رواہ ابوداؤد۔

ترجمہ:۔ حضرت عامر رامیؓ کہتے ہیں۔ کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا۔ اور اس سلسلہ میں کہا۔ کہ مومن جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے اور پھر خدا اس کو صحت عطا فرماتا ہے تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے اور آئندہ کے لئے اس کو نصیحت و عبرت۔ اور منافق جب بیمار ہوتا ہے۔ پھر اس کو صحت دی جاتی ہے۔ تو وہ اس اونٹ کی مانند ہو جاتا ہے جس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو اور پھر کھول دیا ہو۔ اونٹ کو اس کا سبب معلوم نہ ہو کہ کیوں اس کے مالک نے اس کو باندھا اور کیوں چھوڑ دیا۔ ایک شخص نے آپ کا بیان سن کر کہا۔ یا رسول اللہ! بیماریاں کیا چیز ہیں خدا کی قسم میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہماری جماعت میں سے اٹھ کھڑا ہو۔ تو ہم میں سے نہیں ہے۔

مریض کی دلداری کرو!

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَ یُطَیِّبُ بِنَفْسِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی مریض کی مزاج پرسی کو جاؤ تو اسکو تسکین دو اور اسکے رنج و غم کو دور کرو۔ یہ تسکین و تشفی اگرچہ حکم الٰہی کو نہیں روکتی لیکن مریض کے دل کو ضرور خوش کر دیتی ہے۔

خُطبۃ یومُ الجُمُعۃ ۱۱ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۶۰ء

از: جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہِ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد

قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اندھوں کی دو ۲ قسمیں ہیں

پہلی قسم :- ظاہر کے اندھے :- جو لوگ آنکھوں سے معذور ہیں۔

دُوسری قسم :- باطن کے اندھے :- جو لوگ گذشتہ قوموں میں انبیاء علیہم السلام کی مُخالفت تادمِ مرگ کرتے رہے - اور ہلاک ہوئے -

۱ اب بھی اندھوں کی دونوں قسمیں موجود ھیں

پہلی قسم کے لوگوں کی ہدایت بذریعہ قرآن مجید ممکن ہے - جیسے ابن اُمِ مکتوم نابینے تھے اور صحابہ کرام میں سے ہیں۔

دوسری قسم کے اندھے کی مثال جیسے ابولہب - جہنم رسید ہونا منظور کیا - پر ایمان نہیں لایا۔

قرآن مجید سے ہدایت نہ پانیوالوں کی مثال

وَ مَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۸ پارہ ۱۵)

ترجمہ :- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا - تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا - اور راستہ سے بہت دُور ہٹا ہُوا۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص یہاں باطن کا اندھا رہا - وہ آخرت میں بھی صحیح راستہ سے بہت دُور ہو گا - اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ -

ایک گذشتہ قوم کے اندھا رہنے کا واقعہ

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّ لٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِیُنْذِرَكُمْ وَ لِتَتَّقُوْا وَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۸ پ ۸)۔

ترجمہ :- البتہ تحقیق نوح (علیہ السلام) کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا - پس اس نے کہا - اے میری قوم اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کرو - اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں - میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - اس کی قوم کے سرداروں نے کہا - ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں - فرمایا - اے میری قوم میں ہر گز گمراہ نہیں ہوں - لیکن میں جہان کے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہُوا ہوں - اور تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں - اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں - اور اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے - کیا تمہیں اس بات سے تعجب ہُوا - کہ تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی ہے - تا کہ وہ تمہیں ڈرائے اور تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ اور تا کہ تم رحم کئے جاؤ - پھر انہوں نے اسے جھٹلایا - پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا - اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے - انہیں غرق کر دیا - بے شک وہ لوگ اندھے تھے -

ظاہر کے اندھے نہیں تھے

بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے والے باطن کے اندھے تھے - اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے جو حق آیا - اسے نہیں پہچانا اور نہ پہچاننے کے باعث اندھوں نے حق کی مخالفت کی اور لعنت کی موت سے مرے - باطن کی اندھی ہونے والی قومیں اِسی جرم کے باعث صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں -

دُوسری مثال قوم ثمود کا باطن میں اندھا ہونا

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝ وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ حٰم السجدۃ ع ۲ پ ۲۴)۔

ترجمہ :- اور وہ جو قوم ثمود تھی - ہم نے انہیں ہدایت کی - سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا - پھر انہیں ذلیل کرنے والے عذاب نے آ لیا - ان کے اعمال کے سبب سے - اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے - ہم نے انہیں بچا لیا -

تیسری مثال

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے کافروں کا اندھا ہونا

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ قف بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا قف بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝

(سورۃ النمل ع ۵ پ ۲۰)۔

ترجمہ :- کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا - اور انہیں اس کی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے - بلکہ آخرت کے معاملہ میں تو ان کی سمجھ گئی گذری ہے - بلکہ وہ اس سے شک میں ہیں - بلکہ وہ اس سے اندھے ہی ہیں -

اندھے

ظاہری آنکھوں کے نہیں - بلکہ باطن کے اندھے ہیں - اس لئے انہیں اندھا کہا گیا ہے -

چوتھی مثال

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل ع ۸ پ ۱۵)۔

ترجمہ:- اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا۔ تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

یہاں بھی

باطن کے اندھے مراد ہیں نہ کہ ظاہر کے اندھے۔ کیونکہ ظاہر کا اندھا ہونا ہدایت پر آنے سے مانع نہیں ہوتا۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر نابینا تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے صحابہ کرام میں سے تھے۔

لہٰذا

معلوم ہوا کہ ظاہر کا اندھا ہونا مانع ہدایت نہیں ہے۔

پانچویں مثال

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (سورۃ البقرۃ ع ۲ پ ۱)۔

ترجمہ:- بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو وہ نہیں لوٹیں گے۔

ان

کا بہرہ ہونا۔ گونگا ہونا۔ اندھا ہونا۔ ظاہر میں نہیں تھا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگرچہ کان تو ہیں۔ مگر کانوں سے نفع نہیں اٹھاتے۔ جیسے بہرہ ہو۔ باتیں تو کرتے ہیں۔ مگر حق کی بات کا منہ سے اظہار نہیں کرتے۔ جیسے آدمی گونگا ہو تو بول نہیں سکتا۔ اندھا ہو تو دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ لوگ حق کی چیز دیکھتے تو ہیں۔ مگر بیان نہیں کرتے۔ جیسے اندھا بیان نہیں کر سکتا۔

چھٹی مثال

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ النمل رکوع ۶ پارہ ۲۰)۔

ترجمہ:- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں۔

مذکورۃ الصدر آیت

میں باطن کے اندھوں کا ذکر ہے کہ ان کو باطن کے اندھا ہونے کے سبب سے ہدایت ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ ان لوگوں کو سمجھا سکتے ہیں جو ایماندار ہوں۔ خواہ ظاہر کے اندھے ہوں۔ کیونکہ ایمان لانے کے باعث ان کی باطن کی آنکھیں اندھی نہیں رہیں۔

ساتویں مثال

قولہ تعالیٰ:- وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ (سورۃ الفاطر ع ۳ پ ۲۲)۔

ترجمہ:- اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ کا حاشیہ

"یعنی مومن جس کو اللہ (تعالیٰ) نے دل کی آنکھیں دی ہیں۔ حق کے اجالے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راستہ طے کرتا ہوا جنت کے باغوں اور رحمت الٰہی کے سایہ میں جا پہنچتا ہے۔ کیا اس کی برابری وہ کافر کر سکے گا۔ جو دل کا اندھا اوہام و اھواء کی اندھیریوں میں بھٹکتا ہوا جہنم کی آگ اور اس کی جھلس دینے والی لوؤں کی طرف بے تحاشا چلا جا رہا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ایسا ہو۔ تو یوں سمجھو کہ مردہ اور زندہ برابر ہو گیا۔ فی الحقیقت مومن اور کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے۔ جو ایک زندہ تندرست آدمی اور مردہ لاش میں ہوتا ہے۔ اصلی اور دائمی زندگی صرف روح ایمان سے ملتی ہے۔ بدون اس کے انسان کو ہزار مردوں سے بدتر مردہ سمجھنا چاہیئے۔"

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ (سورۃ الرعد ع ۳ پ ۱۳)۔

ترجمہ:- بھلا جو شخص جانتا ہے۔ کہ تیرے رب سے تجھ پر جو کچھ اترا ہے حق ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں۔ وہ لوگ اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو نہیں توڑتے اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور بڑے حساب کا خوف رکھتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نیکو کار ہیں۔ اور ان کے پاس فرشتے ہر دروازہ سے آئینگے

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (سورۃ النمل ع ۶ پ ۲۰)

ترجمہ:- اور نہ تو اندھوں کو ان کی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتا ہے۔ تو ان ہی کو سنا سکتا ہے۔ جو ہماری آیتوں پر ایمان لائیں۔ سو وہی مان بھی لیتے ہیں

آٹھویں مثال

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ (سورۃ الفرقان ع ۶ پ ۱۹)۔

ترجمہ:- اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔ اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں۔ تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے۔ تو وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ

رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

نویں مثال

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝
(سورۃ الزخرف ع ۴ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں۔ یا اندھوں کو راہ دکھا سکتے ہیں۔ اور انہیں جو صریح گمراہی میں ہیں۔

مراد

اس آیت میں حق کے سننے سے جن کے کان بہرے ہیں۔ یا دلائل حق دیکھنے سے نا آشنا ہیں۔ کیا آپ حق ان کو دکھا یا سنا سکتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے ہم بدلہ منہ موڑنے کا لے سکتے ہیں

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ۝
(سورۃ الزخرف ع ۴ پ ۲۵)۔

ترجمہ:- پس اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا لیں۔ تو بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے یا اگر ہم آپ کو وہ دکھا بھی دیں جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ تو ہم ان پر قادر ہیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۰ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

عبدیت کی ذمہ داریاں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ۔ اَمَّا بَعْدُ

آپ حضرات کو یاد ہو گا کہ کئی دفعہ وہ حدیث سنا چکا ہوں کہ اس مجلس میں شریک ہونے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک نیت سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کی مغفرت فرما دے۔ آمین!

اصل مضمون

شروع کرنے سے پہلے بدعت اور سنت میں کیا فرق ہے، عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سنت وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام خود کیا یا صحابہ کرام کو سکھایا۔ وہ ساری امت کے ذمہ ضروری ہے۔ اور یہ سنت ہے۔ بدعت یہ ہے۔ کہ ایک نئی چیز ایجاد کر کے اس کو جزو دین بنایا جائے۔ مثلاً ہمارے ہاں مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں پر ہم طعن نہیں کرتے کہ فلاں کیوں شریک نہیں ہوتا۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے کہ وہ مجلس ذکر میں ضرور شامل ہو۔ خود بخود اتفاق سے کوئی آ کر بیٹھ جائے تو اس کو بدعت نہیں کہتے۔ بدعت تب بنتی ہے کہ نئی چیز ایجاد کی جائے اور ساری امت کے لئے لازمی قرار دیا جائے اور جو نہ کرے اس پر طعن کیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ میں دین مکمل ہو چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ (سورۃ مائدہ رکوع ۱ پارہ ۶)۔

ترجمہ:- آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔

صوفیائے کرام کے چاروں طریقے نقشبندی۔ سہروردی۔ چشتی۔ قادری نئے ہیں۔ لیکن بدعت نہیں ہیں۔ ہماری مجلس میں کوئی آ کر شامل ہو یا نہ ہو۔ ہم کسی کو مجبور نہیں کرتے۔

آج

کا اصل مضمون یہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ۝ (سورۃ الحجر ع ۶)۔

ترجمہ:- اپنے رب کی عبادت کر تاآنکہ تجھے موت آ جائے۔

عبادت کے کئی درجے ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ ... شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔

۱:- اس امر کی گواہی دینا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد خدا کے بندے اور رسول ہیں۔

۲:- نماز پڑھنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) حج کرنا (۵) اور رمضان شریف کے روزے رکھنا۔

یہ تو ہر کہ ومہ پر لازم ہیں۔ ان کے علاوہ عبادت کے دوسرے درجے یعنی فرائض عبدیت بھی ہیں۔ مثلاً ایک عالم علم پڑھ کر آیا ہے۔ جب دیکھتا ہے کہ لوگ جہالت میں پھنس کر گناہ کر رہے ہیں۔ تو اس کو روکنا پڑتا ہے۔ ایک آدمی شادی شدہ ہے تو بیوی کی ضروریات کی نگہداشت اس کے ذمہ ہے۔ اگر بیوی دیندار نہیں ہے تو اس کو دین سکھانا فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ۝ (ع ۲ پ ۲۸ سورۃ التحریم)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! اپنے آپ کو

اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اگر خود سکھا سکتے ہو تو دین خود سکھاؤ۔ ورنہ کسی عالم دین کے پاس لے جا کر دین سکھاؤ۔ اگر بیوی غلطی کرے گی تو یہ مجرم ہے اس کا فرض ہے کہ وہ بیوی کو سمجھائے۔ اور خلاف شرع نہ کرنے دے۔

بیوی کو تعلیم دینا

بھی باپ کا فرض ہے کہ اُسے صحیح ٹھکانے پر پہنچائے۔ بیوی پر تشدد کرنا ظلم ہے۔ بعض آدمی خود تو ہوٹلوں میں کھانے اڑاتے ہیں اور بیوی کو ایک آنہ دے کر کہتے ہیں کہ دال منگا کر کھا لینا۔ یہ ظلم ہے کمزوروں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے:۔

عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرکم خیرکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی او کما قال۔

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہترین سلوک کرے اور میں اپنے اہل وعیال میں تم سب سے بہترین ہوں۔

مذکورہ ذمہ داریاں شادی شدہ کے لئے ہیں۔ جو شخص شادی شدہ نہیں ہے۔ اس کے ذمہ یہ فرض نہیں ہے۔ تمہاری جان تب چھوٹے گی۔ جب بیٹے بھی دین کی تعلیم پائینگے۔ بیٹوں اور بیٹیوں کا حق ادا کرنا ہو گا۔ ورنہ قیامت کے دن بے دین اولاد ماں باپ پر لعنت کرے گی۔ کہے گی:۔

وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ۰ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا ۰ (سورۃ الاعراف ۸۶ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ اور کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

(یہاں بڑوں سے مراد ماں اور باپ ہیں) یعنی ہم نے ابا اور اماں کا کہا مانا۔ اور انہوں نے ہمیں دین سے بے بہرہ رکھا۔ انہیں ڈبل سزا دینا۔

عبدیت کے فرائض

اور ذمہ داریاں کما حقہ ادا کرنا ضروری ہے اگر ماں باپ زندہ ہیں تو اوّل ماں باپ کی اطاعت اور پھر بیوی بچوں کی ضروریات نان نفقہ تعلیم و ترتیب کرنا۔ صلہ رحمی کرنا۔ ایک شخص ماں کو ستاتا ہے اور باپ کو تنگ کرتا ہے تو یہ عبدیت کے فرائض ادا نہیں کرتا۔ قطع رحمی کرنا بھی حرام ہے۔ عبدیت کی جتنی ذمہ داریاں خدا تعالیٰ کی طرف سے عاید شدہ ہیں سب کو نبھانا ضروری ہے۔ فقط نماز پڑھنے سے آدمی چھوٹ نہیں سکتا۔ ماں باپ کو ستائے گا تو دوزخ میں جائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

ھما جنتک و نارک (والدین ہی تمہارے لئے جنت یا دوزخ ہیں۔)

والدین کی اطاعت

اور بال بچوں کی پرورش و تربیت بھی عبدیت میں داخل ہے۔ خاوند بیوی کی تمام ضروریات کا کفیل ہوتا ہے اور باپ بچوں کی ضروریات کا کفیل ہوتا ہے۔

انسان بننا آسان ہے

لیکن فرائض ادا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیٹی کے لئے دیندار داماد کا انتخاب کرنا۔ ورنہ بے دین داماد کا انجام بد بھی تمہارے ذمہ ہوگا۔ دنیا میں آکر انسان راحت نہیں پاتا۔ اگر احساس کرے تو شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے۔ نئی پود کو تو پتہ ہی نہیں کہ ماں باپ کے بھی حقوق ہیں۔ مائیں آ کر شکایت کرتی ہیں کہ لڑکا کہا نہیں مانتا۔ اولاد کی نالائقی میں ۹۹ فی صدی قصور ماں باپ کا ہے۔ اولاد کی تربیت نہ کی۔ تو مجرم ــــ ماں باپ کا حق ادا نہ کیا تو مجرم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء ھل تحسون فیھا من جدعاء ثم یقول فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم۔ متفق علیہ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ (یعنی اس میں دین حق کو قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔) پس اس کے ماں باپ یا تو اس کو یہودی بنا دیتے ہیں۔ یا نصرانی اور یا مجوسی جس طرح ایک چوپایہ جانور کامل چوپایہ بچہ دیتا ہے۔ کیا تم اس میں کوئی نقص پاتے ہو۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:۔

فطرۃ اللہ التی الخ سورہ روم پ۲۱

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ کی فطرت یہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں یا مخلوقات میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی (اور) یہی دین درست اور حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

انگریزی تعلیم

میں والدین کی اطاعت کی ذمہ داری کا احساس تو ہے ہی نہیں۔ تم نے اولاد کو دین سکھایا ہی کب ہے ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۰ ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ۰ ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین ۰ (سورۃ الذٰریٰت ۳۴ پ ۲۷)

ترجمہ:۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

ان کو عبادت سکھا دیجئے۔ بھوک لگیگی تو کچھ نہ کچھ محنت کر کے روٹی خود کما کر کھا لیں گے۔ اگر اولاد کو دین نہ سکھایا اور دُنیا کمانا سکھایا تو پھر یہ دین کبھی نہ سیکھیں گے اور دین کا پتہ قبر میں لگے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب احکام کی تعمیل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

الغرض

ماں باپ کو راضی رکھو۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ۰ (سورۃ الرحمٰن پ۲۷ ع ۳)۔ (باقی صد ۱۲ پر)

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (سانگھڑ)

امتناعی احکام

(۲)

(۲۰) حلال چیزوں کو حرام نہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (المائدۃ آیت ۸۷)۔

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! ان ستھری چیزوں کو حرام نہ کرو۔ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں۔ اور حد سے نہ بڑھو بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یعنی (۱) حلال اور پاک کھانے پینے کی چیزیں حدود شرعی سے تجاوز کر کے اپنے اوپر حرام نہ کر لے۔

(۲) جائز ملبوسات کو نہ چھوڑے۔

(۳) نکاح سے اعراض نہ کرے۔

ان امور میں بدعت اور رہبانیت کو دخل انداز نہ ہونے دے۔ ہر معاملے میں سنت رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ملحوظ رکھے۔

(۲۱) مشرک کے ساتھ نکاح نہ کرو

(۱) وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ۔ (البقرۃ۔ آیت ۲۲)۔

ترجمہ:۔ اور مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرو۔

(۲) وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ۭ (البقرۃ آیت ۲۲)۔

ترجمہ:۔ اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں۔

" اس آیت میں دو حکم ہیں۔ ایک یہ کہ کافر مردوں سے مسلمان عورت کا نکاح نہ کیا جاوے۔ سو یہ حکم تو اب بھی باقی ہے۔ حتیٰ کہ مرد کے کافر اور عورت کے مسلمان ہونے کی صورت میں پہلا نکاح جائز بھی نہیں رہ سکتا۔ مثلاً کوئی مسلمان مرد نعوذ باللہ کافر ہو جاوے اور اس کے نکاح میں پہلے سے کوئی مسلمان عورت تھی۔ نکاح فوراً ٹوٹ جاوے گا۔ اور یہ عورت عدت پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

اور مثلاً کوئی کافر عورت بہدایت الٰہی مسلمان ہو جائے اور وہ پہلے کسی کافر مرد کے نکاح میں تھی اور وہ مرد اسلام قبول نہ کرے اسی وقت وہ نکاح ٹوٹ جاوے گا۔ اس میں اتنی تصریح ہے۔ اگر وہ جگہ دار السلام ہے تو مرد سے تصریحاً پوچھیں گے کہ تو اسلام قبول کرتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ قبول کرلے تو نکاح نہ ٹوٹے گا اور اگر انکار کر دے تو اب ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر وہ جگہ دار الحرب ہے تو خاوند سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ بلکہ عورت کے اسلام لانے کے بعد جب تک تین حیض گزر جاویں یا اگر حیض نہ آتا ہو تو جب تک تین مہینے گزر جاویں اور اگر حاملہ ہو تو جب بچہ پیدا ہو جاوے اس شوہر کے نکاح سے باہر ہو جاوے گی۔ اور ہر صورت میں نکاح ٹوٹنے کے بعد عدت واجب ہو گی۔ کذا فی الدر المختار و رد المختار۔

بہرحال جس وقت سے نکاح ٹوٹا ہے اس وقت سے عدت طلاق کی پوری کر کے دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔

اور جو اکثر لوگوں کی عادت ہے۔ کہ ایسی عورت کے مسلمان ہوتے ہی فوراً نکاح کر دیتے ہیں اور عدت واجبہ کو پورا نہیں کرتے محض ناجائز ہے اور یہ دوسرا نکاح صحیح نہیں ہوتا۔ غرض یہ ایک حکم آیت کا تو اس طرح باقی ہے۔

دوسرا حکم

یہ کہ مسلمان مرد کا کافر عورت سے نکاح نہ کیا جاوے۔ اس حکم میں دو جزو ہیں۔ ایک جزو یہ کہ وہ

کافر عورت کتابی

یعنی یہودی یا نصرانی نہ ہو اور کوئی مذہب رکھتی ہو۔ سو اس جزو میں بھی اس آیت کا حکم باقی ہے۔

چنانچہ

ہندو عورت یا آتش پرست عورت سے نکاح مسلمان کا نہیں ہو سکتا

دوسرا جزو

یہ کہ وہ کافر عورت کتابیہ ہو۔ یعنی یہودیہ یا نصرانیہ ہو۔ اس خاص جزو میں اس آیت کا حکم باقی نہیں۔ بلکہ ایک آیت مائدہ میں اس مضمون کی ہے کہ کتابی عورتوں سے نکاح درست ہے۔ سو اس آیت سے اس آیت کا یہ خاص جزو منسوخ ہو گیا۔ چنانچہ یہودیہ یا نصرانیہ سے نکاح درست ہو جاتا ہے۔

بشرطیکہ

اسلام سے مرتد ہو کر یہودی یا نصرانی نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ:

گو کتابی عورت سے نکاح درست ہے لیکن اچھا نہیں۔ حدیث میں دیندار عورت کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔ تو بد دین عورت کا حاصل کرنا اس درجہ ناپسند ہو گا۔

مسئلہ:

جو قوم اپنی وضع و طرز سے اہل کتاب سمجھے جاتے ہوں۔ لیکن عقائد تحقیق کرنے میں کتابی ثابت نہ ہوں۔ اس قوم کی عورتوں سے نکاح درست نہیں۔ جیسے آج کل عموماً انگریزوں کو عام لوگ عیسائی سمجھتے ہیں حالانکہ تحقیق سے بعض بالکل ملحدانہ ثابت ہوئے ہیں کہ نہ خدا کے قائل نہ عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت کے معتقد۔ نہ انجیل کی نسبت کتاب آسمانی ہونے کا اعتقاد رکھیں۔ سو ایسے لوگ عیسائی نہیں ہیں۔ اور ایسی جماعت میں کی جو عورت ہو اس سے نکاح درست نہیں۔ لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں کہ بے تحقیق ولایت سے میمیں بیاہ لاتے ہیں۔

مسئلہ:

جو مرد ظاہری حالت میں مسلمان سمجھا جاوے۔ لیکن عقائد اس کے کفر تک پہنچے ہوں۔ اس سے مسلمان عورت کا نکاح درست نہیں۔ اور اگر نکاح ہونے کے بعد ایسے عقاید ہو جاویں تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے آج کل بہت سے آدمی اپنے مذہب سے ناواقفیت سائنس کے اثر سے عقاید تباہ کر لیتے ہیں۔

لڑکی والوں پر واجب ہے کہ پیغام آنے کے وقت اوّل عقاید کی تحقیق کر لیا کریں۔ جب اس سے اطمینان ہو جاوے تب زبان دیں۔

اور عورتوں کو چاہیئے کہ اگر بعد نکاح کے ایسے عقاید شوہر کے ثابت ہوں تو ان سے کنارہ کریں اور جس طرح بن پڑے ان کو

ہمبستر نہ ہونے دیں۔ اور سرپرستوں کو بھی اس میں عورت کی امداد واجب ہے۔"

(بیان القرآن)

(۲۲) زمین میں دُرستی کے بعد فساد مت پھیلاؤ

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝

(الاعراف آیت ۵۶ ع ۷)۔

ترجمہ:۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ اور اسے ڈر اور طمع سے پکارو۔ بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

"درستی" آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی تعلیم سے ہوئی ہے۔ بندے پر واجب ہے کہ قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے تھامے رکھے۔ اور اس تعلیم کو پس پشت ڈال کر فتنہ و فساد کا دروازہ نہ کھول دے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔"سنوارے پیچھے اس میں خرابی نہ مچاؤ۔ یعنی اسلام میں رسوم کفر کی نہ داخل کرو۔ اور پکارو ڈر اور توقع سے یعنی اللہ پر دلیر بھی مت ہو۔ اور نا امید بھی مت ہو۔"

(۲۳) ماپ تول میں کمی نہ کرو!

(۱) وَ یٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

(هود آیت ۸۰)۔

ترجمہ:۔ اے میری قوم انصاف سے ماپ اور تول پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو۔ اور زمین میں فساد نہ مچاؤ۔

یہ حکم حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو دیا تھا۔ مگر وہ خلاف ورزی کرنے کے باعث تباہ و برباد ہوئی۔

(۲) وَ اَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ط ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۳۵ ع ۴)

ترجمہ:۔ اور ناپ تول کر دو۔ تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو۔ یہ بہتر ہے انجام بھی اس کا اچھا ہے۔

(۳) وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَ اِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝

(المطففین آیت ۱-۳)۔

ترجمہ:۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کریں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ماپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔

(۲۴) حد سے نہ بڑھو

فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ط اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ (هود آیت ۱۱۲ ع ۱۰)۔

ترجمہ:۔ سو تو پکا رہ جیسا تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور جنہوں نے تیرے ساتھ توبہ کی ہے۔ اور حد سے نہ بڑھو۔ بیشک وہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو۔

"آپ اس مشرکین کی جھنجھٹ میں نہ پڑیئے آپ اور ان لوگوں کو جنہوں نے کفر وغیرہ سے توبہ کر کے آپؐ کی معیت اختیار کر لی اور حق تعالٰے کی طرف رجوع کیا۔ احکام الٰہیہ پر نہایت پامردی اور استقلال کے ساتھ ہمیشہ جمے رہنا چاہیئے۔

عقائد، اخلاق، عبادات، معاملات، دعوت و تبلیغ وغیرہ ہر چیز میں افراط و تفریط سے علیحدہ ہو کر توسّط و استقامت کی راہ پر سیدھے چلے جاؤ۔

کسی معاملہ میں افراط یا تفریط کی جانب اختیار کر کے حد سے نہ نکلو۔ اور یقین رکھو کہ حق تعالٰے ہر آن تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)۔

(۲۵) ظالموں کی طرف نہ جھکو

وَ لَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ لا وَ مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(هود آیت ۱۱۳- ع ۱۰)

ترجمہ:۔ اور ان کی طرف مت جھکو۔ جو ظالم ہیں۔ پھر تمہیں بھی آگ چھوئے گی۔ اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مدد گار نہیں ہے۔ پھر کہیں سے مدد نہ پاؤ گے۔

"یعنی لَا تَطْغَوْا میں حد سے نکلنے کو منع کیا تھا۔ اب بتلاتے ہیں کہ جو لوگ ظالم یا حد سے نکلنے والے ہیں۔ اُن کی طرف تمہارا ذرا سا میلان اور جھکاؤ بھی نہ ہو۔ ان کی موالات و مصاحبت، تعظیم و تکریم، مدح وثنا، ظاہری تشبیہ، اشتراک عمل، ہر بات سے حسب مقدور محترز رہو۔ مبادا آگ کی لپیٹ تم کو نہ لگ جائے۔ پھر نہ خدا کے سوا تم کو کوئی مدد گار ملے گا۔ اور نہ خدا کی طرف سے کچھ مدد پہنچے گی۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

. . . .

(۲۶) کافروں کی دُنیاوی نعمتوں کو خیال میں نہ لاؤ

(۱) لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورۃ الحجر آیت ۸۸)۔

ترجمہ:۔ اور تو اپنی آنکھ اُٹھا کر بھی ان چیزوں کی طرف نہ دیکھ۔ جو ہم نے مختلف قسم کے کافروں کو استعمال کے لئے دے رکھی ہیں۔ اور ان پر غم نہ کر۔ اور اپنے بازو ایمان والوں کے لئے جھکا دے۔

حاصل یہ نکلا کہ:۔

۱:۔ کفار، مشرکوں، یہودیوں، نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کو چند روزہ فانی زندگی میں برتنے کے لئے جو چیزیں ملی ہیں ان کو دھیان میں نہ لایئے۔

۲:۔ ان کے اسلام نہ لانے پر غم نہ کھایئے۔ ہاں تبلیغ و دعوت کا وظیفہ جاری رکھیئے۔

۳:۔ مومنوں کے ساتھ نرمی اور شفقت برتیئے۔

(۲):۔ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِی الْبِلَادِ ط مَتَاعٌ قَلِیْلٌ ثُمَّ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ط وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(آل عمران آیت ۱۹۶-۱۹۷)۔

ترجمہ:۔ تجھ کو کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا دھوکہ نہ دے۔ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

"یعنی کفار جو اِدھر اُدھر تجارت وغیرہ کر کے دولت کماتے اور اکڑتے پھرتے ہیں۔ مسلمان کو چاہیئے کہ ان سے دھوکہ نہ کھائے یہ محض چند روزہ بہار ہے۔ اگر ایک شخص کو چار دن پلاؤ قورمے کھلانے کے بعد پھانسی یا حبس دوام کی سزا دی جائے تو وہ کیا خوش ہُوا۔ خوش عیش وہ ہے۔ جو تھوڑی محنت اور تکلیف اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اعلیٰ درجہ کی راحت و آسائش کا سامان مہیّا کرے۔"

(حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۲۷) حلال و حرام کے بارے میں اپنی رائے کو دخل نہ دو

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ

(باقی صلا پر)

لَا یُفْلِحُوْنَ ۵ (النحل آیت ۱۱۶ ع ۱۵)

ترجمہ:- اور اپنی زبانوں سے جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے۔ تاکہ اللہ پر بہتان باندھو۔ بے شک جو اللہ پر بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا۔

" اللہ تعالے نے مسلمانوں کو مشرکوں کے طریقہ سے روکا۔ کہ اُن کی طرح اپنی رائے سے حلال وحرام کو مقرر نہ کر لیا جائے جیسے انہوں نے اپنی جہالت سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، حام وغیرہ کے بارے میں کیا۔

اس زمرے میں یہ بات بھی آجاتی ہے کہ کوئی شخص شرعی سند کے سوا کوئی بدعت جاری کرے۔ یا اللہ تعالے کے حلال کو حرام ٹھہرائے یا مباح کو حرام قرار دے۔ اور اپنی رائے اور تشبیہہ سے احکام جاری کرے۔

اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے والے نہ دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں کامیاب ہوں گے۔ دُنیا کا چند روزہ تھوڑا سا فائدہ ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (حضرت ابن کثیرؒ)۔

بحیرہ وغیرہ کے رد میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

" اللہ نے بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام مقرر نہیں کئے۔ لیکن اللہ پر بہتان باندھتے اور ان میں سے اکثر بیوقوف ہیں۔" (المائدہ آیت ۱۰۳-ع ۱۴)۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:۔

" یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بُت کی، تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو۔ اور اس کو بحیرہ کہتے۔

اور کوئی جانور بُت کے نام پر آزاد کرتے اس کو اس کے اختیار پر چھوڑ دیتے۔ وہ سائبہ تھا۔

اور بعض شخص نے ٹھہرایا کہ جو بچہ نر ہو وہ بُت کی نیاز ذبح کروں اور مادہ ہو میں رکھوں۔ پھر اگر نر و مادہ ملے ہوتے تو نر بھی آپ رکھتا مادہ کے ساتھ۔ یہ وصیلہ تھا۔

اور جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی سے نہ ہانکتے۔ وہ حامی تھا۔ یہ سب غلط رسمیں ڈال کر اس کو حکم شرعی سمجھتے تھے۔"

حاصل یہ نکلا کہ ہمیں قرآن اور اس کی شرح حدیث شریف کی حلت وحرمت کو بلا چون وچرا مان لینا چاہیئے۔ اور اپنی طرف سے ان احکام کے خلاف لب کشائی کر کے دونوں جہان کا خسارہ نہ لینا چاہیئے

(۲۸) سُود نہ لو

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ (آل عمران آیت ۱۳۰-ع ۱۴)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! سود دونے پر دونا مت کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو۔ تاکہ تمہارا چھٹکارا ہو۔

سود لینا حرام ہے۔

وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا (البقرہ آیت ۲۷۵-ع ۳۸)۔

ترجمہ:- اللہ نے سوداگری کو حلال کیا۔ اور سود کو حرام کیا ہے۔

حرام ہونے کے بعد جو لیگا۔ اس کے لئے دوزخ کی وعید ہے:۔

وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۵ (البقرہ آیت ۲۷۵)۔

ترجمہ:- اور جو کوئی پھر سُود لے۔ وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے۔

سود خوار قیامت کے دن مخبوط الحواس اُٹھے گا۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ (البقرہ آیت ۲۷۵)۔

ترجمہ:- اور جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ نہیں اُٹھیں گے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں۔

(۲۹) دوسروں کا مال ناجائز طور سے نہ کھاؤ

(۱) وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ ... بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۵ (البقرہ آیت ۱۸۸-ع ۲۳)۔

ترجمہ:- اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

سود، جوا، رشوت، چوری، خیانت، دغابازی، ناجائز بیوپار وغیرہ سب ناجائز طریقے، کے زمرے میں آتے ہیں۔ ان سب حرکات سے بچنا عین فرض ہے۔

(۲) یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ قف (سورۃ النساء آیت ۲۹-ع ۵)۔

ترجمہ:- اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ۔ مگر یہ کہ آپس کی خوشی سے تجارت ہو۔

" مطلب یہ ہے کہ کسی کا مال ناحق کھا لینا مثلاً جھوٹ بول کر یا دغابازی سے یا چوری سے ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر سوداگری یعنی بیع و شراء کرو تم باہمی رضامندی سے تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اس مال کو کھا لو۔ جس کا خلاصہ یہی نکلا کہ جائز طریقہ سے لینے کی ممانعت نہیں۔ جو مال کو ترک کرنا تم پر دشوار ہو۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۳۰) اِترا ؤمت

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ (سورۃ قصص آیت ۷۶)۔

ترجمہ:- اِترامت۔ بے شک اللہ اِترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی قوم کے نیک بندوں نے خیر خواہی کے طور پر قارون کو جو بہت بڑا سرمایہ دار تھا یہ نصیحت کی کہ اِترامت۔ یہ مال اللہ تعالے کی دین ہے جسے چاہے اور جتنا چاہے دے بندے پر واجب ہے کہ اللہ تعالے کا شکریہ ادا کرتا رہے۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ اور برباد ہو گیا۔

(۳۱) مال ودولت سے دُنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرنا مت بھولو

وَابْتَغِ فِیْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا وَ اَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْكَ وَ لَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۵ (سورۃ القصص آیت ۷۷)۔

ترجمہ:- اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصّہ دنیا میں نہ بھُول۔ اور بھلائی کر جسطرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بے شک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

یہ نصیحت بھی قارون کو کی گئی۔ کہ وہ مال ودولت سے (۱) دنیا اور (۲) آخرت دونوں حاصل کرلے۔

بندہ دنیا میں رہ کر بے شک جائز طریقہ پر اچھا لباس پہنے۔ عمدہ کھانے کھائے۔ بیویاں بچے رکھے۔ مال ودولت سے اپنا حق، اہل وعیال کے حقوق اور درجہ بدرجہ دوسرے حقداروں کے

حقوق بجا لاتا رہے۔

مگر آخرت کا بھی خیال رکھے۔ ان کاموں میں خرچ کرنے سے ہاتھ نہ روکے جن سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہوتی ہے۔ بندے پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُسے مال و دولت کی نعمت سے نوازا۔ اب بندے پر واجب ہے کہ اسے نیک کاموں میں خرچ کرکے اس کی رضامندی حاصل کرے۔

(۳۲) آپس میں احسان کرنا نہ بھولو

وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ط (سورۃ البقرہ آیت ۲۳۷-۳۱)۔

ترجمہ:- اور آپس میں احسان کرنا نہ بھولو۔

خاوند اگر اپنی منکوحہ کو ہاتھ لگانے سے قبل طلاق دے تو مقررہ مہر کا اُسے نصف ادا کرنا واجب ہے اور عورت اگر نصف بھی چھوڑ دے تو یہ ادا نہ کرنا ہوگا مگر تقویٰ یہ ہے کہ مرد نصف کو چھوڑانے کا انتظار ہی نہ کرے۔ اور خود نصف کے بجائے عورت کو پورا مہر ادا کردے۔

یہ حکم بیان فرما کر آگے فرمایا۔

"آپس میں احسان کرنا نہ بھولو"۔

اس اصول کو اپنے ہر معاملہ میں مدّنظر رکھو۔ دوسروں کے ساتھ رعایت اور احسان کرتے رہو۔ دوسروں کے حقوق اچھی طرح ادا کرو۔ گھر میں میاں بیوی ایک دوسرے کی رعایت کے اصول کو ہرگز نہ بھولیں۔ یہ ایک زرّیں اصول ہے۔

(۳۳) بلاتحقیق کسی بات پر عمل نہ کرو

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ط إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ہ (بنی اسرائیل آیت ۳۵)

ترجمہ:- اور جس بات کی تجھے خبر نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ بے شک کان، آنکھ اور دل ہر ایک سے باز پرس ہوگی۔

"یعنی بے تحقیق بات زبان سے مت نکال۔ نہ اُس کی اندھا دُھند پیروی کر۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان، آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے کر اور بقدر کفایت تحقیق کرکے کوئی بات منہ سے نکالے یا عمل میں لائے سُنی سُنائی باتوں پر بے سوچے سمجھے یوں ہی اٹکل پچّو کوئی قطعی حکم نہ لگائے یا عمل درآمد شروع نہ کرے۔ اس میں جھوٹی شہادت دینا۔ غلط تہمتیں لگانا، بے تحقیق باتیں سُن کر کسی کے درپے آزار ہونا، یا بغض و عداوت قائم کر لینا۔ باپ دادا کی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی میں خلاف شرع اور ناحق باتوں کی حمایت کرنا، آن دیکھی یا ان سُنی چیزوں کو دیکھی یا سُنی ہوئی بتلانا، غیر معلوم اشیاء کی نسبت دعویٰ کرنا کہ میں جانتا ہوں۔ یہ سب صورتیں اس آیت کے تحت میں داخل ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ قیامت کے دن تمام قویٰ کی نسبت سوال ہوگا۔ کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا تھا۔ بے موقع تو خرچ نہیں کیا؟ (حضرت مولانا عثمانی رح)

(۳۴) زمین میں اترا کر نہ چلو

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ہ (بنی اسرائیل آیت ۳۷)۔

ترجمہ:- اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل۔ بے شک تو نہ زمین کو پھاڑ ڈالے گا۔ اور نہ لمبائی میں پہاڑوں تک پہنچیگا۔

(۳۵) حقارت آمیز رویہ اختیار نہ کرو

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ہ (سورہ لقمان آیت ۱۸)۔

ترجمہ:- اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر۔

"یعنی غرور سے مت دیکھ۔ اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبّروں کی طرح بات نہ کر۔ بلکہ خندہ پیشانی سے مل۔" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

(۳۶) خیانت نہ کرو

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ہ (سورۃ الانفال آیت ۲۷)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں کی بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

اللہ کی خیانت یہ ہے کہ اس کے احکام کی خلاف ورزی کی جائے۔ مومن کو چاہیئے کہ سب حقوق اللہ بجا لاتا رہے۔

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خیانت اس بات میں ہے کہ آپؐ کے احکام کی پیروی نہ کی جائے۔ سنت پر عمل نہ کیا جائے۔

حقوق العباد کا بھی خیال رکھو۔ کسی کی امانت میں خیانت نہ کرو۔ دوسروں کی حقوق تلفی نہ کرو۔

(باقی آئندہ)

بقیۃ:

مجلسِ ذکر

(صفحہ ۸ سے آگے)

ترجمہ:- (نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے؟) جس اُستاد سے تربیت پائی ہے اُس کے سامنے ادب سے بیٹھو۔ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کامل تھے اُن کے سامنے میں جب کبھی جاتا تو گھٹنے ٹیک کر بیٹھتا تھا۔ دل میں احساس تھا۔ کہ اُن کی طبیعت میں ملال نہ آجائے۔ اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ ناراض نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو فرائض عبدیت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین!

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

ایک ضروری اعلان

"ترجمان الاسلام" کی بندش کے بعد ہم اپنے گاہکوں کو "پیام اسلام" کے پرچے بھیج رہے تھے مگر بعض مضامین کے سلسلہ میں اختلاف رائے کی وجہ سے مولانا غلام غوث صاحب ناظم نظام العلماء کے حکم سے یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس کے مندرجات کی ذمہ داری سے اس کے ادارے کے سوا کسی کا تعلق نہ سمجھا جائے۔ ترجمان الاسلام کے قارئین انتظار فرمائیں۔ اجازت ملتے ہی وہ جلد ان کی خدمت میں پیش ہوگا اور حساب باقاعدہ رکھا جائیگا۔

مرزا فہیم بیگ ناظم دفتر ترجمان الاسلام۔ لاہور

"افسوسناک"

بعض ایجنٹ حضرات کے ذمہ ادارہ کی کافی رقم واجب الادا ہے۔ اور اس بناء پر پرچوں کی ترسیل مجبوراً روک دی گئی ہے۔ پرچے کے باقاعدہ اجراء کے لئے سابقہ حساب کی صفائی ضروری ہے

نیز

ہر شہر و قصبہ میں مخلص اور دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

ایک ماہ کے مطلوبہ پرچوں کی قیمت پیشگی آنا لازمی ہے۔

(مینیجر خدام الدین)

جناب حاجی کمال الدین صاحب (لاہور)

آخری لمحات

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد اپنے حواریین سے ہے کہ میرے لئے حق تعالیٰ شانہ سے اس کی دعا کرو کہ نزع کی تکلیف مجھ پر آسان ہو جائے۔ کہ موت کے ڈر نے مجھے موت کے قریب پہنچا دیا۔

کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے عابد لوگوں کی ایک جماعت ایک قبرستان میں پہنچی۔ اور انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حق تعالیٰ شانہ سے اس کی دعاء کی جائے کہ ان میں سے کوئی مُردہ ظاہر ہو۔ جس سے ہم پوچھیں کہ تم پر کیا گزری۔ اُن لوگوں نے دعا کی۔ اور ایک مُردہ ان پر ظاہر ہوا۔ جس کی پیشانی پر کثرت سے سجدہ کرنے کا نشان بھی پڑا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ مجھے مرے ہوئے پچاس سال ہو گئے۔ لیکن موت کے وقت کی تکلیف اب تک میرے بدن سے نہیں نکلی۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ یا اللہ! تُو روح کو پٹھوں سے ہڈیوں سے اور انگلیوں میں سے نکالتا ہے۔ مجھ پر موت کی سختی آسان فرما دے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ موت کی سختی کا ذکر فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اتنی تکلیف ہوتی ہے جتنی کہ تین سو جگہ تلوار کی کاٹ سے ہوتی ہے۔

حضرت علیؓ جہاد پر جب ترغیب دیتے تو فرماتے کہ اگر تم راہِ خدا میں کام نہ آئے تو بستروں پر مرو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ ہزار جگہ تلوار کی کاٹ سے مرنے کی تکلیف زیادہ سخت ہے۔

امام اوزاعی کہتے ہیں۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مُردوں کو قیامت میں اُٹھنے تک موت کی تکلیف کا اثر محسوس ہوتا رہتا ہے۔

حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ موت دنیا اور آخرت کی سب تکلیفوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ آرہ چلا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ قینچیوں سے کتر دینے سے زیادہ سخت ہے۔ وہ دیگ میں پکا دینے سے زیادہ سخت ہے۔ اگر مُردے قبر سے اُٹھ کر مرنے کی تکلیف بتائیں تو کوئی شخص بھی دُنیا میں لذت سے وقت نہیں گزار سکتا اور اس کو میٹھی نیند نہیں آ سکتی۔

کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب وصال ہوا۔ تو حق تعالیٰ شانہ نے دریافت فرمایا کہ موت کو کیسا پایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ میں اپنی جان کو ایسا دیکھ رہا تھا۔ جیسے زندہ چڑیا کو اس طرح آگ پر بھونا جا رہا ہو کہ نہ اس کی جان نکلتی ہو نہ اُڑنے کی کوئی صورت ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ایسی حالت تھی جیسا کہ زندہ بکری کی کھال اُتاری جا رہی ہو۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورؐ کا وصال ہو رہا تھا۔ تو پانی سے بھرا ہوا پیالہ حضورؐ کے قریب رکھا ہوا تھا۔ حضورؐ بار بار اپنے مبارک ہاتھ کو پیالہ میں ڈالتے اور پھر منہ پر ملتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا اللہ! نزع کی سختی پر میری مدد فرما۔

حضرت عمرؓ نے حضرت کعبؓ سے دریافت کیا کہ موت کی کیفیت بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ امیر المؤمنین! جس طرح ایک کانٹے دار ٹہنی کو آدمی کے اندر داخل کر دیا جائے۔ جس کے ساتھ بدن کا ہر جزو لپٹ جائے۔ پھر ایک دم اس کو کھینچ لیا جائے اسی طرح جان کھینچی جاتی ہے۔

یہ سب تو نزع کی مختصر کیفیت تھی اسکے علاوہ وہ ملک الموت اور اُس کے مددگار فرشتوں کی صورتوں کا خوف ایک مستقل مرحلہ ہے۔ جس صورت پر وہ گنہگاروں کی جان نکالتے ہیں۔ وہ ایسی ڈراؤنی صورت ہوتی ہے۔ کہ قوی سے قوی آدمی بھی اس کے دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ تم جس صورت پر فاجر لوگوں کی جان نکالتے ہو۔ وہ مجھے دکھاؤ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ اُس کا تحمل نہ فرما سکیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ نہیں میں اس کا تحمل کر لوں گا۔ حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا کہ اچھا دوسری طرف منہ کر لیجئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا کہ اب دیکھ لیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اوپر دیکھا تو ایک نہایت کالا آدمی (دیو کی شکل کا)، بال بہت بڑے بڑے، کھڑے ہوئے۔ نہایت سخت بدبو۔ کالے کپڑے۔ اس کے منہ سے اور ناک سے آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حالت دیکھ کر غش آ گیا۔ بڑی دیر میں افاقہ ہوا۔ تو ملک الموت اپنی پہلی صورت پر تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر فاجر شخص کے لئے کوئی دوسری آفت نہ ہو تب بھی یہ صورت ہی اُس کی موت کے لئے کافی ہے۔

یہ تو فاجروں کا حال ہے۔ لیکن اللہ کے مطیع بندوں کی روح نکالنے کے وقت وہ نہایت ہی بہترین صورت میں ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ ہی سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اُنہوں نے ملک الموت سے فرمایا کہ مجھے اس ہیئت کو بھی دکھاؤ۔ تو انہوں نے دیکھا کہ نہایت خوبصورت جوان نفیس لباس پہنے ہوئے، خوشبوئیں مہکتی ہوئی سامنے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مومن کے لئے اگر مرتے وقت اس صورت کے علاوہ اور کوئی بھی فرحت کی چیز نہ ہو تو یہ بھی کافی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں۔ تو ملک الموت سے فرماتے ہیں کہ فلاں بندے کی روح لے آؤ۔ میں اس کو راحت پہنچاؤں۔ اس کا امتحان ہو چکا ہے۔ میں جیسا چاہتا تھا۔ وہ ویسا ہی کامیاب نکلا۔ ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں اور پانچ سو فرشتے اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اُن میں سے ہر فرشتہ اُس شخص کو ایک ایسی خوشخبری اور بشارت دیتا ہے جو دوسروں نے نہ دی ہو۔ اُن کے پاس ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں۔ وہ سب فرشتے دو قطاروں میں لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب ابلیس یہ منظر دیکھتا ہے تو اپنا سر پکڑ کر رونا چلانا شروع کر دیتا ہے۔ اس کے خدم دوڑتے ہوئے آ کر پوچھتے ہیں۔ آقا کیا بات ہو گئی۔ وہ کہتا ہے۔ کہ کم بختو دیکھتے نہیں ہو یہ کیا ہو رہا ہے۔ تم کہاں مر گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے سردار! ہم نے تو بہت کوشش کی۔ مگر یہ شخص گناہوں سے محفوظ رہا۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

جناب مولانا سعید الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام (لائلپور)

زکوٰۃ کی اہمیّت

جن مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے مال و دولت سے نوازا ہے۔ ان پر زکوٰۃ کی پابندی کرنا نماز، روزہ کی طرح ضروری ہے۔ اکثر مسلمانوں کو دیکھا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ کا اقرار و تصدیق بھی کرتے ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں۔ حج بھی کر لیتے ہیں۔ لیکن زکوٰۃ دینے سے بھاگتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کی اہمیّت اُن کے دلوں سے ہی نکل گئی ہے۔ دے دی تو دے دی۔ نہ دی تو نہ ہی دی۔ جتنی چاہے دیدی۔ کسی سال دی۔ کبھی ٹال ہی گئے۔ کہ چلو پھر سہی۔ یہ سب باتیں صرف اس لئے ہیں کہ ان کے دلوں سے اس کی ضرورت و اہمیّت بالکل جاتی رہی ہے۔ حالانکہ زکوٰۃ نہ دینے پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝

ترجمہ از حضرت شیخ الہندؒ:۔ اور جو لوگ گاڑھ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خرچ نہیں کرتے۔ اللہ کی راہ میں۔ سو ان کو خوشخبری سنا دے عذاب دردناک کی۔ جس دن آگ دھکائیں گے اس مال پر دوزخ کی۔ پھر داغیں گے اس سے ان کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ (کہا جائے گا) جو تم نے گاڑھ کر رکھا تھا۔ اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑھنے کا۔

یعنی جو لوگ دولت اکٹھی کریں۔ خواہ حلال طریقہ سے ہی۔ مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں۔ مثلاً زکوٰۃ نہ دیں اور حقوق واجبہ نہ نکالیں۔ ان کی یہ سزا ہے۔

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا، اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرتا ہو۔ مگر اس کا حال یہ ہو گا۔ جب قیامت کا دن ہو گا۔ اس شخص کے عذاب کے لئے اس سونے اور چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ پھر ان تختیوں کو جہنم میں تپایا جائے گا۔ پھر ان سے اس کی کروٹیں اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائیگا جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں گی۔ پھر دوبارہ ان کو تپا لیا جائے گا۔ اور یہ اس دن ہو گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہو گی۔ یعنی قیامت کے دن الخ (بخاری و مسلم)

(۲) حضرت ابودرداءؓ نے روایت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پُل ہے یا بڑی بلند عمارت ہے۔ اگر زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ تو اسلام پر چل نہیں سکتا۔ یا اسلام کے نیچے درجے میں رہا۔ (طبرانی اوسط و کبیر۔ قاموس)۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ کہ میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس آدمی نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ اس سے اس کی برائی جاتی رہی۔ (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو نحوست اور گندگی اس مال میں آ جاتی وہ نہیں رہی) (طبرانی اوسط و کبیر و ابن خزیمہ صحیح)۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس مال میں زکوٰۃ ملی رہتی ہے اس کو برباد کر دیتی ہے۔ (بزاز و بیہقی)۔ زکوٰۃ ملنا۔ یعنی زکوٰۃ فرض تھی ادا نہ کی۔

(۵) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ جو شخص زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہوتی (طبرانی)

اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز تو پڑھے لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے وہ پورا مسلمان نہیں۔ کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔ (اصبہانی)۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں۔ بلکہ مطلب یہ کہ زکوٰۃ بھی دینے لگیں۔

(۷) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص کہ اس کو اللہ نے مال دیا ہو۔ پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائیگا۔ جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے۔ (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق (ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا۔ اور وہ (سانپ) اس (مالدار) کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیری جمع ہوں۔ پھر آپؐ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت پڑھی:۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(ترجمہ شیخ الہندؒ):۔ نہ خیال کریں۔ وہ لوگ جو بُخل کرتے ہیں اس چیز پر جو اللہ نے ان کو دی ہے اپنے فضل سے۔ یہ بُخل بہتر ہے اُنکے حق میں بلکہ یہ بہت بُرا ہے اُن کے حق میں۔ طوق بنا کر ڈالا جائے گا اُن کے گلوں میں وہ مال جس کا بُخل کیا جاتا تھا قیامت کے دن۔ (بخاری و نسائی)۔

(۸) حضرت عمارہؓ بن حزم روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ علاوہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (پر ایمان لانے کے) اللہ تعالےٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں۔ پس جو شخص ایمان لائے اور ان میں سے تین کو ادا کرے۔ لیکن ایک کو ادا نہ کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دیں گے۔ جب تک کہ سب کو ادا نہ کرے جب تک کہ نماز اور زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور حج بیت اللہ نہ کرے۔ (احمد)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز روزہ حج سب کچھ ادا کرتا ہے لیکن زکوٰۃ نہیں دیتا۔ تو وہ سب بھی اس کی نجات کے لئے کافی نہیں۔

(۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا قیامت کے دن دوزخ میں جائیگا۔ (طبرانی صغیر)۔

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونیوالی چیز ہے

اس کو تو ادا کر دیا۔ لیکن زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھا لیا۔ حقداروں کو نہ دیا۔ ایسے لوگ منافق ہیں۔ (بزاز)

(۱۱) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے۔ کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے...... بارش روک لیتے ہیں۔ (طبرانی)

(۱۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہو جاتا ہے تو یہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہی ہوتا ہے (طبرانی اوسط) (اور اگر باوجود زکوٰۃ دینے کے کبھی ایسا ہو جائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا۔ اور جو زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہؤا ہو وہ سزا ہے۔ اس پر اجر کا وعدہ نہیں۔)

(۱۳) حضرت اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس حالت میں کہ ہم نے سونے کے کنگن پہن رکھے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو۔ ہم نے عرض کیا نہیں۔ ارشاد فرمایا۔ تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا۔ کہ قیامت کے دن آگ کے کنگن پہنائی جاؤ۔ اس کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ (احمد بسند حسن)

زکوٰۃ کس پر واجب ہے؟

جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی ساڑھے سات تولے سونا ہو۔ اور اس پر ایک سال گزر جائے تو اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس سے کم ہو۔ تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو پھر بھی واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس دو صد روپیہ ہو اور ڈیڑھ سو اس نے کسی کا قرض دینا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ کیونکہ قرض ادا کر کے اس کے پاس صرف پچاس روپے بقایا رہتے ہیں اور پچاس روپوں پر زکوٰۃ نہیں آتی۔

اگر کسی کے پاس آٹھ نو تولے سونا تھا چار چھ ماہ اس کے پاس رہا۔ پھر اس سے کم ہو گیا۔ اور دو تین ماہ بعد پھر مال آ گیا۔ تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ غرضیکہ جب سال کے اول و آخر میں صاحب نصاب ہو جائے تو سال کے بیچ میں کچھ دن کے لئے مال کم ہو جانے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

اگر کسی شخص کے پاس نہ تو سونے کا نصاب پورا ہے اور نہ ہی چاندی کا۔ بلکہ تھوڑا سا سونا ہے اور تھوڑی سی چاندی۔ تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے۔ تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر دونوں چیزیں اس قدر کم ہیں کہ نہ تو سونے کے نصاب کے برابر بنتا ہے نہ ہی وہ چاندی کے نصاب کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اگر کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے ہیں۔ سال گزرنے سے کچھ عرصہ قبل اس کو پچاس روپے اور مل گئے تو ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ دے۔

اگر کسی کے پاس صرف تین چار تولے سونا ہے۔ لیکن اور کوئی چیز چاندی کی اسکے پاس نہیں ہے۔ مگر سونے کی قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا زیادہ بنتی ہے۔ تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ کیونکہ سوائے تین چار تولے سونے کے اس کے پاس نہ تو کوئی چاندی کی چیز ہے نہ ہی روپیہ نہ زیور نہ مال تجارت۔ اور مال تجارت سے مراد وہ مال ہے جو کہ بیچنے اور نفع کمانے کیلئے ہو۔ وہ مال تجارت خواہ کسی قسم کا ہو۔ جیسے غلہ، کپڑا، شکر، جوتیاں، بساط خانہ کا اسباب وغیرہ۔ سونا چاندی، خواہ روپیہ ہو یا اشرفی خواہ نوٹ کی شکل میں ہو۔ پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمہ اُدھار ہو۔ جس کا ثبوت اپنے پاس موجود ہو۔ اور ادھار لینے والا اقراری ہو۔ خواہ چاندی سونے کے برتن یا زیور یا سچا گوٹا پٹھا ہو۔ اس پر سال گزر جائے تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

سونے چاندی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں۔ جیسے لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ گلٹ۔ رانگا وغیرہ اور ان سے بنے ہوئے برتن اور خواہ کپڑے یا جوتے ہی ہوں۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی اسباب ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کی قیمت نصاب کے برابر ہو اور وہ ہو بھی سوداگری کے لئے۔ اس پر سال گزر جانے کے بعد زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اور اگر یہ چیزیں برتن جوتے کپڑے وغیرہ تجارت کے لئے نہ ہوں۔ خواہ ہزاروں روپے کے ہوں۔ یعنی اپنے استعمال کے ہوں تو پھر زکوٰۃ واجب نہیں۔ گھریلو ضروریات کی اشیاء پتیلی دیگچہ سچے موتیوں کا ہار۔ دیگ سینی۔ لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان۔ ان چیزوں میں زکوٰۃ نہیں۔ ہاں اگر یہ اشیاء بھی تجارت کے لئے ہوں تو بقدر نصاب ہونے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا بھی مال اسباب ہو۔ اگر وہ تجارت کا اسباب ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب ہے ورنہ اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

اگر کسی کے پاس دس پانچ گھر ہیں اور ان کو کرایہ پر چلاتا ہے۔ تو ان مکانوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ چاہے کتنے ہی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے کرایہ پر دینے کے لئے دو چار سو کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتا ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں ان کے کرایہ سے جو آمدنی ہوگی۔ اگر وہ نصاب کے برابر ہو جائے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اگر کسی کے پاس پہننے کے کپڑے پر سچا کام ہے اور وہ اس قدر ہے کہ اگر چاندی کو علیحدہ کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے تو اس چاندی پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ اور اگر اتنا نہ ہو۔ تو واجب نہیں۔

تجارت کا مال وہ کہلائے گا۔ جس کو اس ارادہ سے خریدا ہو کہ اس کی سوداگری کریں گے اور اگر کسی نے اپنے گھر کی ضرورت کے لئے یا شادی بیاہ کے لئے خریدا۔ مثلاً چاول وغیرہ خریدے۔ پھر ارادہ ہؤا کہ لاؤ اب اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں کہلائے گا۔ اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے!

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

جب سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیئے۔ نیک کام میں دیر کرنا اچھا نہیں۔ جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ ادا کرنا واجب ہے یعنی سو میں سے ڈھائی روپے۔ زکوٰۃ کے لئے نیت ضروری ہے۔ جب مال زکوٰۃ کا علیحدہ کرے تو نیت کرے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔ اگر علیحدہ کرتے وقت بھی نیت نہ کی اور فقیر کو دیتے وقت بھی دل میں نیت نہ کی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ویسے صدقہ کا اجر اس کو ضرور ملے گا۔ زکوٰۃ خواہ ایک فقیر کو دے یا بہتوں کو۔ ہر طرح جائز ہے۔ مگر ایک فقیر کو اس قدر دینا ضروری ہے کہ اس دن کے اس کے اخراجات پورے ہو جائیں۔

اگر کسی نے قرض مانگا۔ اس نے اس کو قرض دے دیا اور دل میں سوچ لیا۔ کہ چلو یہ مال زکوٰۃ ہی اس کو دے دیتے ہیں۔

تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ خواہ وہ قرض مانگنے والا قرض ہی سمجھتا ہو۔ بشرطیکہ قرض لینے والا زکوٰۃ کا مستحق ہو۔ اگر کسی سے دس روپے قرض کے واپس لینا ہے اور آپ کے ذمہ بھی زکوٰۃ دس روپے ہی نکلتی ہے تو قرض کو زکوٰۃ کی نیت کر کے اس کو معاف کر دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ ہاں البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے اور دیدے۔ خواہ پھر اسی وقت اس سے لے لے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے

زکوٰۃ غریب آدمی کو دینی چاہیئے۔ شریعت کی نظر میں غریب اس کو سمجھا جاتا ہے کہ جس کے پاس بہت تھوڑا مال ہے۔ یا کچھ بھی نہیں۔ جس سے اس کے ایک دن کا خرچ چل سکے۔ اس کو زکوٰۃ دینا چاہیئے۔

لیکن جس کے پاس نصاب کی مقدار یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو۔ اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اور نہ ہی اس کو لینا جائز ہے۔ اگر کسی کے پاس ہزار روپیہ یا اس سے زیادہ موجود ہے۔ لیکن وہ پورے ہزار کا یا اس سے زیادہ کا قرض دار ہے۔ اس کو بھی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں تو بڑا مالدار ہے۔ لیکن سفر میں اس کا سامان اور خرچ وغیرہ لُٹ گیا تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا جائز ہے۔

اپنے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، ساس، خسر، وغیرہ سب کو دینا درست ہے گھر کے خدمتگار نوکر چاکر، ماما، دائی، کھلائی وغیرہ کو بھی دینا درست ہے۔ لیکن ان کی تنخواہ میں حساب نہ کرے۔ بلکہ تنخواہ سے الگ بطور انعام کے دیدے۔ اور دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لے تو درست ہے۔

اگر کسی عورت کا مہر ہزار روپیہ ہو لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ دے نہیں سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

زکوٰۃ کے دینے میں اور صدقہ فطر وغیرہ میں اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھو۔ لیکن ان کو یہ نہ بتلاؤ کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔ کیونکہ وہ دل میں بُرا نہ منائیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ قرابت والوں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ ایک تو خیرات دینے سے دوسرا اپنے عزیزوں سے اچھا سلوک کرنے سے۔ ایسے ہی اپنے دوستوں کا خیال رکھے۔ پھر جو کچھ بچے اوروں کو دیدے۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں

جس کے پاس نصاب کے برابر مال ہو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ سیدوں کو، علویوں کو۔ اسی طرح جو حضرت جعفرؓ کی اولاد سے ہوں یا حضرت عقیلؓ یا حارث بن عبدالمطلب کی اولاد سے ہوں زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ ایسے ہی جو صدقہ شریعت کی طرف سے واجب ہو۔ جیسے صدقہ فطر۔ نذر۔ کفارہ وغیرہ یہ بھی ناجائز ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی خیرات کا دینا ان لوگوں کو درست ہے۔ زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا پردادی وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوا ہو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ اسی طرح اپنی اولاد پوتے، پروتے، نواسے وغیرہ کو جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہوں۔ ایسے ہی بی بی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بی بی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ نابالغ لڑکے کا والد اگر مالدار ہو اس کو بھی درست نہیں۔ اگر لڑکا بالغ ہے۔ اگرچہ اس کا والد کتنا ہی مالدار ہو اس لڑکے کو جو کہ غریب ہو اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

ایک آدمی کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار تھا یا سیّد ہے۔ یا رات میں زکوٰۃ دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں ہی تھی یا لڑکی ہی تھی یا کوئی ایسا رشتہ دار تھا کہ جس کو زکوٰۃ دینا درست نہ تھا۔ لیکن مغالطہ میں دیدی۔ تو زکوٰۃ درست ہو گئی۔ لیکن لینے والے کو نہ لینا چاہیئے اگر معلوم ہو کہ یہ زکوٰۃ کے پیسہ سے تھا تو لوٹا دے۔ مگر دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ لیکن اگر بعد میں معلوم ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ درست نہیں دوبارہ دے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائیں۔ باقی اگر کوئی اور مشکل پیش آئے تو علمائے دین کی طرف رجوع کریں۔ اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ آمین!

بقیہ:-

عالم اسلام

(صـ۳ سے آگے)

ان کے بڑے بیٹے شاہ سعود نے تخت و تاج سنبھالا۔ یہ پرانے طرز کے مسلمان حکمران تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی امیر فیصل انکی سیاست و طرز حکومت کے حق میں نہ تھے۔ وہ نسبتاً زیادہ آزاد خیال اور جمال ناصر کی طرف مائل تھے۔ وہ ۱۹۵۸ء میں اپنی مساعی میں کامیاب ہو کر وزارت عظمیٰ کے نام سے تمام اختیارات پر قابض ہو گئے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبائل کے شیوخ ان کے متجددانہ اطوار سے زیادہ مطمئن نہ تھے۔ اور شاہ سعود اندر ہی اندر اس طرح کے حالات سے فائدہ اٹھا رہے تھے کہ اچانک یہ خبر آگئی۔ کہ امیر فیصل نے استعفا دے دیا۔ ان کی کابینہ ختم ہو گئی اور شاہ سعود نے تمام اختیارات خود سنبھال لئے۔ تازہ اطلاعات کے مطابق انہوں نے خارجہ پالیسی کے بارہ میں یہ اعلان کیا ہے کہ وہ قطعاً غیر جانبدار رہیں گے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے اندرونی نظم و نسق پر اپنی پوری توجہ مبذول فرما دی ہے۔ خدا کرے یہ انقلاب اہل نجد و حجاز کے حق میں مفید ہو اور کسی نئے انقلاب کا پیش خیمہ نہ ثابت ہو۔

الجزائر

الجزائر کے قیامت خیز تصادم کے بعد اب بھی جھڑپوں کی اطلاعات آ رہی ہیں۔ جن میں سے ایک میں تیرہ الجزائری شہید ہوئے۔ اور دو فرانسیسیوں کی ہلاکت کی خبر بھی آئی ہے۔ الجزائر کے شہر اوران میں پولیس نے حریت پسندوں کے شبہ میں تلاشیاں لیں۔ جس پر الجزائریوں اور پولیس کے درمیان ہنگامہ برپا ہو گیا۔ عربوں نے مظاہرے کئے۔ جانی نقصانات کی تفاصیل کی اطلاع نہیں ملی۔ ہماری اپیل ہے کہ اہل اسلام بر وقت تمام عالم اسلام اور خاص کر الجزائر کی فتح کے لئے دعا فرمائیں۔

دار المبلغین کا قیام

حسب سابق امسال بھی شورکوٹ روڈ میں دار المبلغین کا انتظام کیا گیا ہے جسمیں حضرت مولانا بشیر احمد صاحب حسینی جالندھری قرآن وحدیث اور موجودہ تورات و زبور اور انجیل کی روشنی میں صداقت اسلام پر ۲۰ ر شعبان المعظم سے ۲۰ ر رمضان المبارک تک تعلیم دینگے جو طلباء دار المبلغین میں شرکت کا ارادہ رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں مکمل پتہ بمع تعلیمی قابلیت ۱۰ ر شعبان تک ناظم دفتر دار المبلغین کو بھیج دیں۔ منظور کردہ درخواست کی اطلاع بذریعہ ڈاک دی جائے گی۔ قیام و طعام کا انتظام ہو گا۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا ضروری ہے۔

محمد اکرم قادری (فاضل دار العلوم) ناظم اعلیٰ دار المبلغین
شورکوٹ روڈ جنکشن (ضلع جھنگ)

ہمارے دینی مدارس

مدرسہ عربیہ نقشبندیہ ملتان شہر

یہ مدرسہ مسجد جنازگاہ شاہ حسن پروانہ روڈ ۔ ملتان شہر میں زیر سرپرستی حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم جاری ہے اس میں ایک مستند عالم سلسلہ تدریس میں مشغول ہے ۔غریب طلباء کے اخراجات کا مدرسہ کفیل ہے ۔اس دینی درسگاہ کی امداد فرماکر ثواب حاصل کریں۔

مخیّر حضرات

فنِ تجوید و قرأت کی معیاری درسگاہ مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ کچہری روڈ۔ ملتان شہر عرصہ سات سال سے قرآن مجید کی خدمت بسلسلہ حفظ و ناظرہ و تجوید و قرأت کر رہا ہے ۔ زکوٰۃ و خیرات کا بہترین مصرف ہے ۔ مخیّر حضرات اس مدرسہ کی اعانت کرکے اشاعت قرآن مجید میں حصّہ دار ہوں۔

ترسیل زر کا پتہ :۔ میاں عبدالرؤف خزانچی مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ مالک کتب خانہ اہلسنّت گھنٹہ گھر ملتان شہر۔

العارض :۔ خادم القراء مولانا غلام قادر مہتمم مدرسہ ہٰذا

شکریہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ مزاج گرامی !

آپ کے اخبار کی وساطت سے میں ان تمام مخلص و مشفق بزرگوں اور دوستوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے والدہ ماجدہ غفرلہا کی اندوہگین وفات پر تعزیت و ہمدردی کے پیغامات بھیجے ۔ اور ان مدارس کے کارکنان و طلبہ کا ازحد ممنون ہوں ۔ جنہوں نے مرحومہ کو ثواب پہنچانے کے لئے ختمات کلام مجید کے پڑھنے اللہ تعالےٰ سب کو جزائے خیر عطا فرماوے اور دُنیوی و اُخروی مصائب سے محفوظ رکھے ۔ آمین

؎ این دعا از من و ازجملہ جہاں آمین باد

محمود عفا اللہ عنہ ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان وصدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر۔

اطلاع

مولانا غلام قادر صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) کچہری روڈ۔ ملتان شہر ۔ اپنے مربی و مرشد جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم کی اجازت سے ملتان واپس تشریف لا چکے ہیں احباب آئندہ ملتان کے پتہ پر خط و کتابت کیا کریں۔

العارض : عبدالرؤف خزانچی مدرسہ اسلامیہ فاروقیہ (رجسٹرڈ) کچہری روڈ ملتان شہر

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ

مدرسہ عربیہ تعلیم الدین حتّی المقدور دین کی خدمت پوری جدوجہد سے ادا کر رہا ہے ۔ چونکہ مدرسہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے ۔اس واسطے مخیر حضرات سے گزارش ہے ۔ کہ آپ اپنی زکوٰۃ ، صدقات خیرات سے اس مدرسہ کے نحیف کندھوں کو سہارا دیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !

نوٹ :۔ مدرسہ ہٰذا کی دو سالہ روئیداد شائع ہوچکی ہے ۔

عبدالرشید ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم الدین بھیرہ ضلع سرگودھا

دارالعلوم امداد الاسلام راولپنڈی

سات سال سے دینی تعلیم میں مصروف ہے۔ دارالعلوم کی عمارت نہایت مختصر ہے ۔جس کی وجہ سے ہم اپنے ارادے پورے نہیں کر سکتے ۔ بنا بریں اہل خیر حضرات سے اپیل کی جاتی ہے کہ صدقات خیرات و دیگر عطیات دیتے وقت اس دارالعلوم کو یاد رکھیں

مولانا سید محمود شاہ ناظم مدرسہ ہٰذا شاہی مسجد گولیاں والی محلہ بنیاریاں (راولپنڈی)

اخبار اہل حدیث جاری ہوگیا

سال بھر کے لئے پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج کر اخبار اہل حدیث جاری کرا لیجئے یا آج ہی ایک خط پر بلیس(۲) پڑھے لکھے اہل حدیث مسلک رکھنے والے بھائیوں کے پورے پتے لکھ کر ایک کاپی مفت منگوا لیجئے ۔ پتنے خالص اہلحدیث حضرات کے اور مختلف مقامات کے ہوں ۔

ناظم دفتر اخبار اہل حدیث سوہدرہ (گوجرانوالہ)

اپنے مضامین صاف اور خوشخط لکھ کر بھیجیے

ازدفتر

وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان شہر

(شعبۂ امتحانات)

مورخہ ۷ رجب المرجب ۱۳۸۰ھ مطابق دسمبر ۱۹۶۰ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ کی قرارداد کے مطابق ملحقہ مدارس فوقانیہ کے فارغ التحصیل ہونیوالے طلبہ کا آخری امتحان و دورہ حدیث شریف اس سال یعنی ۱۳۸۰ھ سے جاری ہو رہا ہے۔

یہ امتحان مذکورۂ ذیل دس کتب حدیث شریف میں سے لیا جائے گا :۔

بخاری شریف ، مسلم شریف ، ترمذی شریف ابوداؤد شریف ، نسائی شریف ، ابن ماجہ ، معانی الآثار طحاوی ؒ ، مؤطا امام مالک ؒ ، مؤطا امام محمد ؒ ، اور شمائل ترمذی ۔

اس امتحان کا نام " امتحان الفراغ من العلوم الدینیّۃ العربیہ " ہوگا ۔ اسی نام سے وفاق کامیاب طلبہ کو سند دیگا ۔ یہ امتحان اس سال ۵ شعبان ۱۳۸۰ھ سے شروع ہوکر ۱۳ شعبان تک جاری رہیگا ۔ مذکورہ بالا دس کتابوں کا امتحان ۸ دن میں ہوگا ۔ صحاح ستہ کا ہر روز ایک پرچہ وقت چار گھنٹے ہوگا ۔ اور باقی ۴ کتابوں کے ہر روز دو پرچے اور وقت ۲½ گھنٹے ہوگا ۔

اس امتحان کے فارم داخلہ ۱۰ رجب تک اور رول نمبر یکم شعبان تک ملحقہ مدارس کے مہتممین کے نام روانہ کر دیئے جائیں گے ۔ ہر مدرسہ کے طلبہ کو اپنے مہتمم صاحب سے فارم داخلہ اور مطبوعہ قواعد و ضوابط حاصل کرنے چاہئیں۔

اس سال کے لئے ہر فوقانی مدرسہ کو اس کے طلبہ کے لئے امتحان گاہ (سینٹر) قرار دیا گیا ہے ۔ اس لئے کسی مدرسہ کے طلبہ کو دوسری جگہ امتحان دینے جانا نہ پڑیگا ۔

اس سال ۱۴ مدرسوں کے ۲۳۶ طلبہ انشاء اللہ امتحان میں شریک ہونگے ۔ جو مدارس اس سال اپنے طلبہ کو پورے طور پر تیار نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ کر سکے ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ سال ضرور شریک کرینگے ۔

مطبوعہ قواعد و ضوابط نیز دیگر معلومات کے لئے دفتر وفاق المدارس العربیہ پاکستان ، ملتان شہر کچہری روڈ کی طرف رجوع کیجئے ۔

والسلام

مسجّل (رجسٹرڈ) محمود عفا اللہ عنہ

ناظم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کچہری روڈ ملتان شہر

دل بینا بھی کر خدا سے طلب

آنکھ کا نور ، دل کا نور نہیں

(اقبال ؒ)

بقیہ:-

"پیام اسلام"

(ص۱۹ سے آگے)

زیادہ کاری پڑتا۔ نتیجہ برعکس ہوا۔ فرمایا۔ تھوک سے پہلے صرف حق کے لئے کام کر رہا تھا۔ تیرے تھوکنے سے غصہ آ گیا۔ اپنے نفس کی غرض شامل ہو گئی۔ خالص حق کی پیروی نہ رہی، لہٰذا چھوڑ دیا۔ سنو! اور غور سے سنو! کافر نے کلمہ پڑھا اور مسلمان تھا۔ ابھی اور سنئے۔ ابن ملجم ناری نے جب حضرت شیر خداؓ کو محراب مسجد میں زخمی کیا اور حضرت امام حسنؓ نے یہ واقعہ سنا تو آئے۔ تشنگی کا خیال کر کے شربت پیش کیا۔ فرمایا۔ جان پدر! مقتول سے زیادہ قاتل کو پیاس ہوتی ہے۔ جاؤ ابن ملجم کو ہماری طرف سے یہ شربت پلاؤ۔ حضرت امام حسنؓ کی شان۔ حکم کی تعمیل میں باپ کے قاتل کو شربت پلانے قید خانے میں لے گئے۔ بدبخت ابن ملجم کی شامت دیکھو۔ کہا۔ حسنؓ! میں بہت ہشیار ہوں۔ تمہارے باپ اس بہانے سے مجھ کو زہر پلانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ شربت نہ پیا۔ واپس لا کر کیفیت بیان کی۔ غور سے سنو۔ فرمایا۔ واللہ! اگر میرا بھیجا ہوا شربت پی لیتا۔ تو کل قیامت کو علیؓ اس وقت جنت میں جاتا۔ جب ابن ملجم کو ساتھ لے لیتا۔ یہ تھی نفس کی قربانی۔

اولاد کی قربانی

حضرت بی بی خنساء نے قادسیہ کے میدان میں اس وقت جب کہ ایران پوری قوت دکھا رہا تھا اور مسلمانوں کا پلہ غالب نہیں ہو رہا تھا۔ میدان کے کنارہ پر کھڑی ہو کر یکے بعد دیگرے اپنے چار جوان مرد بیٹوں کو بلا کر کفار کے مقابلے پر بھیجا اور جب چاروں جاں بازوں کو جاں بازی کے بعد اپنی آنکھوں سے شہید ہوتا دیکھ لیا تو میدان سے شکر ادا کر کے چلی گئیں۔

مال کی قربانی

غزوۂ تبوک میں تیس ہزار لشکر کے سروسامان کی ضرورت تھی۔ انفاق (چندہ) کی تحریک فرمائی۔ حضرت صدیق اکبرؓ اپنا چندہ لائے دریافت فرمایا۔ "ابوبکر! بال بچوں کے لئے کیا چھوڑ آئے۔" یہ جواب عرض کیا۔ "اللہ اور اس کا رسولؐ"۔ مطلب یہ کہ اللہ، رسول کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔ سب حاضر ہے۔ اللہ اکبر کتنا بڑا سرمایہ چھوڑا۔

عزیزوں کی قربانی:- حضرت عمرؓ نے شہادت کے وقت اپنے جانشین کا انتخاب چھ ممتاز صحابیوں کی سپرد فرمایا۔ جو ان دسؓ میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت زندگی میں مل گئی تھی۔ یعنی عشرۂ مبشرہ۔ ان کی ہمشیرہ کے شوہر حضرت سعیدؓ بھی اسی گروہ میں تھے۔ ان کو شامل نہیں کیا۔ اور یہ بھی شرط کر دی۔ کہ اگر انتخاب کرنے والے خلافت کے لئے میرے بیٹے عبداللہؓ بن عمرؓ کو انتخاب کریں۔ تو وہ خلیفہ نہ ہوگا۔ اسی تعلیم کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کی اولاد میں کبھی کسی نے خلافت یا سلطنت کا خیال نہیں کیا۔ حالانکہ حضرت عبداللہؓ صاحبزادہ اور حضرت سالمؒ پوتے کا تو کیا ذکر ان کے غلام حضرت نافعؒ کا یہ مرتبہ تھا کہ اگر جھنڈا بلند کر دیتے تو ہزاروں جانباز جمع ہو جاتے۔

میرے بھائیو! اور کئی سو برس نیچے اترو ملک شاہ سلجوقی کا ایک واقعہ سن لو۔ ایمان، کا ایک جزو قیامت پر ایمان لانا بھی ہے۔ ملک شاہ کا سکۂ سلطنت اس کے دارالسلطنت اصفہان سے ایران، خراسان، شام و عراق طے کر کے مصر تک چل رہا تھا۔ بیس برس تک اس قوت سے حکومت کی کہ تاریخ کو اس کی عظمت کا اقرار ہے۔ ایک بار ایک مہم پر لشکر لے کر خود گیا۔ راستے میں ایک موقع پر گائیں چر رہی تھیں۔ اس کے غلام وہاں سے گزرے ایک پر ہاتھ صاف کر کے لطف طعام حاصل کیا۔ وہ ایک بیکس بیوہ کی تھی۔ اس کے یتیم بچوں کی پرورش اور زندگی کا سہارا۔ سمجھ لو اس پر کیا گزری ہو گی۔ مگر مسلمان تھی۔ مانتی تھی کہ ایمان کا جزو قیامت پر ایمان بھی ہے ــــ بے تکلف ایک پل پر جا کھڑی ہوئی جہاں سے ملک شاہ گزرنے والا تھا۔ دیکھو! ملک شاہ جس وقت پہنچا۔ جوان ہمت بڑھیا نے بے دھڑک کہا۔ "الپ ارسلان کے بیٹے! میرا انصاف اس پل پر ہوگا یا پل صراط پر؟" ملک شاہ اللہ کا بندہ کانپ گیا۔ گھوڑے سے اتر پڑا اور کہا۔ "میا! اسی پل پر انصاف ہوگا، پل صراط کے انصاف کی طاقت نہیں ہے۔" واقعہ پوچھا۔ سنا۔ تحقیق کی۔ غلام کو سزا دی۔ بڑھیا کو بہت سی گائیں دیں۔ اس کی خوشنودی حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ چلا گیا۔ مہم سر تھی۔

اپنے ایمان کا مقابلہ

صاحبو! یہ چند واقعے کلمہ طیبہ کا مطلب سمجھنے میں مدد دینے کے لئے کافی ہیں۔ اب ان کے مقابلے میں ہم اپنے اقرار کی قوت کو جانچیں۔ ہم اپنے ایمان کی قوت سے کس کس کی محبت پر خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت کو غالب پاتے ہیں اور اس پر کیا کیا قربان کرتے ہیں؟ اپنا نفس، عیش و آرام مال اولاد، سارے عزیز، صاف جواب ہے کہ ایک بھی نہیں۔ کچھ بھی نہیں۔ معلوم ہوا ایمان میں مضبوطی نہیں۔ ایمان میں مضبوطی نہیں تو عزم مضبوط نہیں۔ عزم مضبوط نہیں تو سیرت کس طرح مضبوط ہو گی؟ اور اس کو سب کہیں گے۔ خواہ کسی ملت و ملک کے ہوں۔ کہ جس انسان کی سیرت مضبوط نہیں وہ خود مضبوط نہیں۔ جب خود مضبوط نہیں تو زندگی کی ہر منزل میں ناکامی کی ٹھوکریں کھائیگا۔ چنانچہ یہی ہمارا حال ہے۔

مجرب نسخہ!

ایمان کی مضبوطی کا ایک مجرب نسخہ۔ اپنے پیشواؤں، امت کی برگزیدہ ہستیوں کے سچے حالات غور سے، ادب سے، محبت سے پڑھو، سنو۔ بار بار پڑھو اور سنو۔ اس پر غور کرو، دل لگاؤ، دھیان دو۔ اس سے تمہارے دلوں کو ان سے لگاؤ پیدا ہو گا۔ لگاؤ سے دل گرمائیں گے۔ گرمی کی تاثیر رگ و ریشہ میں دوڑے گی۔ اور ان کو مضبوط کر کے فولادی بنا دے گی۔ زندگی کا میدان اس قوت کے سامنے سر جھکا دے گا جس طرح صدہا برس سر جھکائے رہا۔ کامیابی کا سہرا آپ کے سر ہوگا۔ یہ ہماری سعادت ہے کہ اردو زبان ہمارے اسلاف کے سچے کارناموں کے بیان سے ان کتابوں کے ذریعے سے مالا مال ہو رہی ہے جو ملک میں شائع ہو رہی ہیں۔ آخر میں یہ سن لو۔ کہ سچے حالات، پڑھو اور سنو۔ رطب و یابس سے بچو۔

بقیہ ص۸

آخری لمحات

(ص۱۳ سے آگے)

حضرت جابر بن زیدؒ کے انتقال کا وقت قریب تھا۔ کہ کسی نے پوچھا۔ کسی چیز کی رغبت ہے۔ فرمایا۔ کہ حسنؒ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت حسن بصریؒ تشریف لائے تو لوگوں نے کہا کہ حسنؒ آ گئے ہیں۔ تو حضرت جابرؒ فرمانے لگے۔ بھائی یہ رخصت کا وقت ہے۔ اب جا رہے ہیں۔ یہ خبر نہیں کہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔ (احیاء)

گاہے گاہے باز خواں

پیامِ اسلام

جناب مولانا محمد حبیب الرحمٰن خاں صاحب شروانی رحمۃ اللہ علیہ

پیامِ حیات یہ وہ پیام زندگی ہے جو آج سے چودہ صدی پہلے سرزمین عرب میں اللہ کے بندوں کو اللہ کے پیارے رسول نے پہنچایا تھا، روحی فداہ۔ کیوں پہنچایا تھا؟ اس لئے کہ بندے اس کو سُنیں، اس کی سچائی کا زبان سے اقرار کریں، دل سے سچا مانیں اور اس قوت سے اس کی سچائی پر یقین لائیں کہ اس کا اثر ان کی گفتار میں، رفتار میں، عمل میں، سیرت میں پورا انقلاب پیدا کر دے۔ خلاصہ یہ کہ ایمان ان کی زندگی کا دستور العمل بن جائے۔ دیکھنے والے اور سمجھنے والے ان کو دیکھ کر اسلام کی صداقت کو جان جائیں اور خود اسی رنگ میں رنگ جائیں۔ دیکھو۔ صحابہ کرامؓ (ان پر اللہ کی رحمت) جس ملک میں جا بیٹھے (حالانکہ وہاں کی زبان بھی نہ جانتے تھے) اس ملک کی کایا پلٹ دی، کفر کا نشان بھی نہ چھوڑا۔ ان کی برکت سے وہاں اللہ کے وہ وہ بندے پیدا ہوئے کہ دوسروں کے لئے شمع ہدایت بنے۔ عرب، شام، مصر، عراق، ایران، خراسان، ماوراء النہر ان سب ملکوں نے یہی فیض پایا اور پورا پایا۔ افسوس ہندوستان اس فیض سے محروم رہا۔ کھچڑی ہو کر دو رنگا بن کر رہ گیا۔

پیام کیا تھا؛ وہ تھا جس کو سب جانتے ہیں مگر افسوس ہے کہ مانتے نہیں۔ اس پیام کی سادگی اور ہمہ گیری پر مخالف بھی سر دھنتے ہیں۔ وہ کیا ہے؟ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ختم شد۔ یہی کلمہ حضرت رسول کریم نے پڑھا۔ یہی حضرات صدیق و فاروق و غنی و مرتضٰے اور تمام آل و اصحاب نے پڑھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ بڑے سے بڑے اولیاء و صلحا نے پڑھا۔ نہ ایک حرف زیادہ نہ کم۔ یہی وہ پیام تھا۔ جس کا ماننے والا ان تمام حقوق اور نعمتوں کا مالک ہو جاتا تھا جو اسلام نے صلائے عام دے کر سارے اللہ کے ماننے والوں کے واسطے عام کر دیئے تھے۔ نہ صرف اس عالم میں، دوسرے عالم میں بھی ابد الآباد تک۔ اور بالآخر آج بھی الحمد للہ اسی کلمے کو ہم سب مسلمان روئے زمین پر پڑھ رہے ہیں۔

مشکل سوال یہاں سوال عظیم یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب نے ایک ہی کلمہ پڑھا تو حالات کے تفاوت کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اگلے پڑھنے والے کامیاب تھے، فرماں روا تھے، روشن ضمیر تھے، ولی تھے، عالم تھے۔ غرض زندگی کے تمام شعبوں میں کامیاب و ممتاز اور ان تمام نعمتوں سے مالا مال جو ایک انسان کے حصے میں دُنیا و آخرت میں آ سکتی ہیں۔ ہم اس کے بالکل برعکس ناکامیاب ہیں۔

سوال بہت بڑا ہے مگر جواب بہت سہل رکھتا ہے۔ جس کو میں اُوپر عرض کر چکا ہوں۔

آسان جواب میں نے اُوپر کہا تھا "کہا اور مانا"۔ ہم افسوس سے کہتے ہیں، مانتے نہیں۔ حاشا میرا یہ مطلب نہیں کہ زبان سے کہتے ہیں اور دل سے انکار کرتے ہیں۔ یہ مسلمان کا کام نہیں۔ پھر بھی یہ کہتا ہوں کہ مانتے نہیں۔ کلام پاک میں کثرت سے اہل دین کی صفت اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ارشاد ہوئی ہے اور اتنی بار ارشاد ہوئی ہے کہ تاکید کا حق ادا ہو گیا۔ یہی شرح ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی۔ اٰمنوا شرح ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی۔ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی۔ حکم ہے کہ تمہارے لئے نمونہ عمل ہمارے رسول کی ذات ہے۔ (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ) اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے معنی جو ایمان لائے اور انہوں نے شائستہ عمل کئے۔

ایمان کے معنی ایمان کے کیا معنی؟ لغوی معنی سیدھے ہاتھ سے مضبوط پکڑنا۔ شرعی معنی دل کی مضبوطی سے یقین کرنا۔ جس نے جس مضبوطی سے یقین کیا اُسی قدر کامیاب ہوا۔ اسی یقین سے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی مرتضیٰ بنے۔ اللہ اُن سے راضی ہو۔

مضبوطی سے یقین کرنے کی شرح ارشاد ہوئی ہے۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں کوئی مومن اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اس کے نزدیک اس کے باپ سے اولاد سے اور سارے آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔ محبوب ہونے کے کیا معنے، یہ معنی کہ آپ کی محبت پر سب قربان۔ زندگی کی شان اور قوت ہے مقصد کی بلندی میں۔ مقصد کی بلندی کا ثبوت ہے قربانی۔ جس مقصد پر قربانی نہ ہو وہ مقصد بلند نہیں بلکہ مقصد نہیں۔ جس زندگی میں مقصد بلند نہ ہو وہ زندگی نہیں۔ یہی سعادت انسانی اس قولِ مبارک میں ہے۔

ایک بار حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کی محبت سب کی محبت پر غالب پاتا ہوں سوائے اپنے نفس کی محبت کے۔ آپ نے فرمایا۔ اے عمر، پھر ایمان کہاں۔ یہ فرما کر دونوں دست مبارک ان کے سینے پر مارے۔ سینہ گرما گیا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! اب آپ کی محبت اپنے جان کی محبت پر بھی غالب پاتا ہوں۔ فرمایا:۔ اَلْآنَ یَا عُمَرُ۔ اے عمر اب مومن ہوئے یعنی کامل۔

ایک اور مثال۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک معرکے میں ایک حریف مقابل کو مغلوب کر کے پچھاڑا۔ سینہ پر بیٹھے کہ کام تمام کر دیں۔ اس نے چہرہ پر تھوک دیا۔ چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ کافر محو حیرت ہو کر رہ گیا اور کہا۔ تھوکنے کا یہ اثر ہوتا کہ ہاتھ اور (باقی برصفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
مولوی عبید اللہ انور

سالانہ گیارہ روپے ، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل،

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۹/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر سنہ ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا